

وَمِنْ عُلُوْمِ عِلْمِ الْوَجِّ وَالْقَلْبِ
فَإِنَّ مَجْدَكَ الدُّنْيَا وَفَاتَمَا
اللَّهُ
جمال
محمد
سراجاً
منيراً
بولنی بویہا نیمی محمدی غلامی کر
مستحق

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتَ أَدَمَ

مشرب محمدی دارم ————— حیدر تیم قلندر مسم

سعادت مستند

فقیر سید محمد رفیع الرحمن الحسینی کملانی

المعروف بھاتجان دیوانہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جمال محمد

سراج المند



سعادتمند فقیر
سید محمد مفیض الرحمن الحسینی گیلانی
المعارف و بھائی بہان دیوانہ عفی عنہ قلندری
قادری مجددی نقشبندی چشتی۔ ابوالعلائی جہانگیری۔
ماہ رجب المبارک ۱۲۰۶ھ

جلہ حقوق محفوظہ

نام کتاب :- سراجاً منیراً
 تالیف :- سید محمد مفیض الرحمن الحبیبی گیلانی
 قیمت :- چھ روپے

جامعہ اقبال :- دفتر ہفت روزہ دیدار
 شالیکو بان سٹریٹ پشاور شہر پاکستان
 کتابت :- عبید الرحمن عابد (قلعہ لاہ محبسی پشاور)

مطبوعہ
 المدینہ پرنٹنگ پریس محمد علی جوہر روڈ
 پشاور شہر صوبہ سرحد

ہزار

بار اول

ذاتی لائبریری

ابوالہتمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی رضوی

باجازتے

حضرت شاہ عالم فخر العارفین قطب العجم
خواجہ سید بھاؤ الحق صاحب ضیائیہ فقیر مدظلہ عزینہ
آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ سہروردیہ
چشتیہ صابریہ قلندرۃ ضیائیہ
ملنگ آباد - اکاخیل میرہ - باڑہ فورٹ پشاور صوبہ سرحد

تعاون

- (۱) صاحبزادہ سید محمد صاحب بقران (عرف طلہ خان)
- (۲) حاجی محمد طاہر خان آنظر
- (۳) عبد الغفور مہر گولڑوی - جنرل سیکرٹری اہلسنت والجماعت
جہانگیر پورہ وارڈ پشاور
- (۴) محمد شریف غوری - پشاور صدر
- (۵) عبدالستار نقشبندی زم زم میڈیکوز - پشاور
- (۶) بشیر احمد مشری (۷) اللہ داد خان پشاور صدر
- (۸) محلہ دار - خان زرین خان (۸) پیپر مشرف علی اسلام آباد

فہرست مضامین

نعت

- (۱) نور مبین
- (۲) حسن جمال محمد
- (۳) رحمت عالم
- (۴) انک لعلی نطق العظیم
- (۵) سورۃ والضحی
- (۶) انا اعطینا کما الکونثر
- (۷) انگوٹھا چومنا
- (۸) آداب رسالت
- (۹) محفل میلاد
- (۱۰) پیشگوئی ظہور محمد
- (۱۱) وسیلہ
- (۱۲) طلب امداد و نذا
- (۱۳) تصور
- (۱۴) عشق رسول صلی علیہ وسلم (۱۵) نعت

ویاچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام حمد و ثناء واحد ذوالجلال واکرام کے لئے۔ اس کی شان عظمت عظیم ہے
وہ تمام جہانوں کا مالک مختار ہے جس کی تعریف کرنے سے تمام تر زبانیں عاجز ہیں
اور اس کے محبوب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب رسول پر ہزاروں
بار درود و سلام پہنچے۔ جس کا خود ثنا خواں خداوند تعالیٰ ہے۔

الصلوة و سلام علیک طہ رسول اللہ الصلوٰۃ و السلام علیک یٰسین حبیب اللہ۔
اور اس محبوب خدا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مجھ
جیسا گناہ گار کس طرح کر سکتا تھا حبیب رب ذوالجلال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پوج
کر کہ جس طرح ایک بلبل نے اپنا پونچ میں تھوڑا سا پانی لے کر آتش نرود کو بجھانے
کی کوشش کی تھی۔ تو رب کریم نے اس کے عوض میں اسے پھولوں اور باغوں کی صحبت
عطا فرمائی۔ اسی طرح میں نے اپنی مختصر تصنیف میں جس قرآنی آیات کی تفسیر حدیث مبارکہ
کے کلام کی روشنی سے نور میں سراج المیر نکھی ہے۔ رب العزت اپنی بارگاہ میں میل
تھوڑا سا جذبہ عشق کی بقیر آرزو کو قبول فرمائے۔ اور اس عاجز فقیر کی مغفرت فرما کر
دیدار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز فرمائے اور حشر میں مایہ محمدی عطا فرمائے۔ آمین۔
فقیر سید محمد مفیض الرحمن محمد بنی گلابی المعروف سدھائی جان دوانہ۔ مجددی نقشبندی۔

سید محمد صاحبقران گیلانی
عزیزہ طہ خانہ

نعت

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داوڑ خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم نیر اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نوح کے ہمد فخر کے تہہ صلی اللہ علیہ وسلم
فخر جہاں، عرش مکاں میں شاہجہاں ہیں سیف نبائی
سب پر عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم
بحر سخاوت کان مروت آئینہ رحمت شافع امت
مالک جنت قاسم کوثر سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
قبلہ عالم کعبہ اعظم ربیہ مقدم راز کے محمد
جان مجسم روح منصور صلی اللہ علیہ وسلم
دولت دنیا خاک برابر تاج کے خالی دل کے توکل
مالک کشور تخت نا صلی اللہ علیہ وسلم
صبر مولیٰ باوی عیسیٰ تارک دنیا مالک عقبی
یا تھر کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم
مسر و خراماں چہرہ آستان جتہ تاباں مہر و خورشید
سند بچاں زلف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
چشمہ جاری غاصتہ باری گہر و سواری باد بہاری
آئینہ داری فتح سکندر صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فتحنا باسم فتاح لفتح الخیر

الہی جلو ہائے نور سے دل کو منور کر
 شہر ہر دوسرے کے عشق سے دل کو مسخر کر
 بنایا محبوب الہی ثانی محمد حسین الحق شہید کامل
 طفیل اولیا و اصفیا القیایا رب
 محب قدسیان جانشین ابوالعلا یا رب
 لفیل مختص الرحمن شاہ قلیم سلطانی
 الہی اسرار علمی دین دار کا صدقہ
 طفیل حضرت مہدی شاہ ابرار کا صدقہ
 جناب فرحت اللہ شاہ ملت کے صدقہ میں
 الہی شاہ منعم فخر امت کے صدقہ میں
 جناب رحیم فرام دین کے صدقہ میں
 نظام الدین کے صدقہ تقی الدین کے صدقہ میں
 شہ محمد و فضل اللہ کے انوار کا صدقہ
 مبارک غزنوی کے دیدہ پیدار کا صدقہ
 مجھے بحر نیریت اور شریعت کا ثنا و کر
 عطا ہے آرزوئے دل کو تابندہ پیمبر کر
 ہر ایک دل لاک سے بال ہے جبکہ عشق کی منزل
 عزیز خاطر پاک رسولِ دوسرا یا رب
 میرے کجا و ماؤنثار احمد حق نمایا رب
 جسے نیما ہے عالم کی بہانگیں جہاں بانی
 الہی انکے حسن کثرت انوار کا صدقہ
 حقیقت ثنا منظر حسن سرکار کا صدقہ
 شاہ حسن علی بحر عبادت کے صدقہ میں
 خلیل الدین نور شید طریقت کے صدقہ میں
 جناب شاہ اہل اللہ حقیقت بین کے صدقہ میں
 شہ عالم نصر الدین نور آگین کے صدقہ میں
 جناب قطب الدین نجم الدین سرکار کا صدقہ
 نظام الدین ثانی واقف اسرار کا صدقہ

عطا فرما الہی میری مشکل کو آسانی
 برائے محی الدین یہ عبد القادر مجبور بجان
 الہی تجھے صاحب جنوں کر دے
 جناب بواحسن کے گیسوئے خمدار کا صدقہ
 شہ عبد العزیز گوہر شہوار کا صدقہ
 جناب شاہ شبلی کے گل رخسار کا صدقہ
 رئیس الطائفہ شاہ جنید ابرار کا صدقہ
 جناب سیدی سقوی مطیع انوار کا صدقہ
 رئیس العارفین موسیٰ رضا سرکار کا صدقہ
 امام جعفر صادق سید ابرار کا صدقہ
 الہی درۃ قلب سید عابد بیمار کا صدقہ
 علی مظہر العجائب حیدر کرار کا صدقہ
 الہی اپنے نطفہ مہر احسان کا صدقہ
 الہی شہ روف میری سرکار کا صدقہ
 طفیل حضرت شیخ شہاب الدین عرفانی
 بحق بو سعید مبارک پیر پیرایزدانی
 مرئی آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کر دے
 ابو یوسف قسم بادۂ اسرار کا صدقہ
 جناب شہ رحیم الدین کے انوار کا صدقہ
 عطا فرما الہی زر گیسوئے بار کا صدقہ
 انہیں کی شہم مست گیسوئے خمدار کا صدقہ
 شہ عارف کرخی مخدین اسرار کا صدقہ
 سید امام کاظم شہ حشید اسرار کا صدقہ
 سید یاقوت میر سے آقا میری سرکار کا صدقہ
 الحسن و حسین ابن علی بیع انوار کا صدقہ
 امیر شکر دیں کارواں سالار کا صدقہ
 سرور عالم احمد مختار کا صدقہ
 کرم کی ہو جانے نظر بجا و حق سرکار کا صدقہ
 صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
 برصبتک یا اکر حمرا اثر احمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نُورِ مُبِينٍ

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ)

کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا نور اور کتاب روشن -

قد جاء من الله نورٌ کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد نور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے -

علامہ ابن جریر نے بھی فرمایا کہ مراد نور سے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اسی طرح تفسیر مظہری میں بھی ہے - اس آیت کریمہ سے قرآن کا نور ہونا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا دونوں ثابت ہیں -

آپ کا نور ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے -

صاحب نور المعانی لکھتے ہیں

(نور عظیم و ہونوا لا نور و البنی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)

ذہب فتاویٰ اختارہ الزہیاج، ترجمہ :- کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نور عظیم اور سب نوروں کا سرور نبی مختار ہے۔ اور حضرت فتاویٰ اور
زجاج کا بھی مختار ہے۔ اکثر مفسرین نے فرمایا۔ مثلاً

جلالین۔ جامع البیان۔ معالم التنزیل۔ جواہر الحسان۔ مروج المیزان
قسطی۔ مداس تفسیری مظہری۔ بیضاوی وغیرہ میں نور سے جناب حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا نور ہونا فرمایا۔

آپ کی ذات بابرکات سر مبارک سے لے کر پاؤں مبارک تک
نور ہی نور تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک حسد عنقریب میں

رونق افروز ہونے سے پہلے ایک نور تھی۔ اور اسی وقت نبوت کی صفت
آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی۔ اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے
یہ روح محمدی سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض
سے پیدا کیا تھا۔ اس وقت نہ روح تھی نہ قلم تھا۔ نہ بہشت تھی نہ دوزخ
نہ فرشتہ تھا۔ نہ آسمان تھا نہ زمین تھی۔ اور نہ سورج تھا اور نہ چاند

تھا۔ اور نہ جن تھا نہ انسان تھا۔ آپ اس وقت نبی تھے آپ سب
اشیاء سے پہلے آپ کی روح نور الانوار موجود تھی۔ اور یہی مرتبہ
ہے نور اور روح کا اسی مرتبہ میں آپ نبوت اور ختم نبوت دونوں
صفت سے موصوف ہیں۔ مگر ظہور نبوت پہلے اور ظہور ختم نبوت بعد
میں ہوا۔ پہلے مرتبہ روح بغیر بدن عنقریب کا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ

روح مع البدن العنصری کا ہے۔ یعنی سب اشیاء سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ اور آپ کے نور کی برکت اور طفیل سے لوح و قلم عرش فرشتے جنت و دوزخ آسمان و زمین سورج و چاند اور جن و انس وغیرہ پیدا ہوئے۔

علامہ قسطلانیؒ نے مواہب مدینہ میں بحوالہ عبدالمزاق اپنے سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سرمد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں مجھ کو اس بات کی خبر دیں کہ تمام عالم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ (إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ الْخَبْرِ) بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض قدرت سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تعالیٰ نہ قلم تھا نہ کرسی تھی۔ نہ ملائکہ تھے نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی نہ جن و انس تھا نہ سورج نہ چاند تھا بغرض سب عالم سے پہلے آپ کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر حبیب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور محمدی کے فیض سے ایک مادہ بنایا جس سے لوح قلم عرش و کرسی جنت و دوزخ ملائکہ۔ آب و ہوا۔ سورج چاند ستارے جن و انس۔ آسمان و زمین وغرض ساری کائنات کا نظم

کا باعث بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہی ہے۔ اور آپ سب اشیاء سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور اس وقت آپ کو نبوت کی صداقت سے موصوف فرمایا گیا تھا۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں آپ کو خاتم النبیین بنا کر سب کے آخر میں خداوند عالم نے آپ کی نبوت اور ختم نبوت کا اعلان فرمادیا۔ جب آپ کی روح مبارک جب غنصری بشری میں آکر جلوہ گر ہوئی تو آپ کی روحانی اور معنوی روشنی تو ابتداء سے تھی مگر جسمانی اور حسی روشنی بھی آپ کی جب اطہر میں معجزہ قدرت نے رکھ دی تھی۔

حضرت عثمان بن ابی العاص روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ بیان فرماتی تھیں کہ جس شب میں حضرت آمنہؓ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اس وقت وہ وہاں موجود تھیں۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ گھر میں جس چیز پر بھی میری نظر پڑتی تھی میں دیکھتی کہ وہ منور ہے۔ اور میں دیکھتی تھی سلام اس طرح جھکے پڑتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب زمین پر آگرمیں گے (بقیہ)

مواہب مدنیہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور جس کی روشنی سے میں نے قیصر و کسرا کے حلمات دیکھے۔ اور میں قرینہ

روشن ہو گیا۔

ہندین ابی ہالہ سے روایت ہے کہ آپ کا چہرہ انور ایسا
چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہو۔

تفسیر منظر ہی میں نقل ہے کہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جس دن سے
ہم نے جناب رسول اللہ کو دیکھا ہم چراغ کے مہتاب نہیں ہوئے کیونکہ آپ کا
چہرہ مبارک چراغ سے زیادہ منور تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے عالم ارواح میں ہی سرفراز
کر دیا تھا۔ جسم ناسوتی کی شرط تھی تو صرف اس لئے تھی کہ مبعوث اللہ
یعنی کئی طرف بھیجا گیا تھا میں جسم عنصری بشری کے بغیر استفادہ کئی
قابلیت نہ تھی۔ یعنی احکام الہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی۔ کہ آپ
جسم عنصری بشری میں تشریف لاکر ان سے خطاب کریں۔ کلام الہی
انہیں سنائیں اور سمجھائیں۔

اگر خداوند عالم کے رسول بشر نہ ہوتے تو نوع بشری کے لئے
فضیلت ہی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نوح و انوار الہی
المختار محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم تک سب جسم عنصری بشری میں تشریف
لاکر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے لگے مگر قوم نے نبوت اور رسالت کو
بشریت کے ساتھ متضاد اور منافی سمجھ کر نبوت اور رسالت سے انکار کیا

اور کہنے لگے یہ تو بالکل ہم جیسے انسان ہیں۔ کھاتے پیتے اور بازار میں جاتے ہیں۔ اپنے کپڑے خود سی لیتے ہیں۔ اپنی ضروریات کو خود انجام دے لیتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام بالکل ہم جیسے بشر ہیں تو وہ مقام نبوت و رسالت سے بے بہرہ اور بے درجے کے گتخ ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام جس غنصری اور لباس بشریت میں ضرور ہوتے ہیں

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی نے کیا خوب فرمایا۔

وہی لامکاں کے مکین ہوئے۔ مہر عرش تخت نشین ہوئے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدائے جس کا مکاں نہیں۔

وہاں گئے جہاں نہ مکاں تھا نہ لامکاں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مکان نیچے زمین پر رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر آسمانوں سے گزر کر چلے گئے۔ اس سے معلوم ہوا آپ نہ زمین کے محتاج ہیں نہ آسمانوں کے نہ مکان کے محتاج ہیں نہ لامکاں کے محتاج وہ ساری کائنات عالم میں کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ کائنات عالم ان کی محتاج ہے۔ وہ صرف خدائے ذالجلال خالق کائنات کے محتاج ہیں

اللہ واحد لا شریک لہ۔ اور محبوب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خدائے قدوس کے عہد مقررہ میں پیدا ہوئے اور اس کے

جمال کے صفاتی آئینہ میں جس کو اللہ تعالیٰ سبحانہ اپنی محبت سے اپنے جمال الوہیت
یا ایھا النبی ارسلنا شاکھداؤمکشیرواؤنذیرا -
کو جمال محمد ظہور کیلئے ہے۔ داعی الی باز نہا و سراجاً منیراً -

شب معراج شب اسری کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمّ بانی کے گھر آرام فرماتے تھے رات کی
تاریکی تمام کائنات کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھی۔ وادی مکہ کے
پر کیف مناظر پر نہایت سکون تاری تھا۔ خداوند قدوس نے حضرت
جبریل امین کو حکم دیا کہ داروغہ جنت سے کہو جنت کے دروازے
کھولی دے۔ سحر و غلمان سے کہو آراستہ و پیراستہ ہو جائیں۔

داروغہ جہنم سے کہو دوزخ کے دروازے بند کر دے اور تمام ملائکہ
میں اعلان کر دو کہ تمام فلکی نظام کو نہایت زیب و زینت کے ساتھ
منتظم کریں۔ اور صفیں باندھ کر میرے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ جبریل امین کو حکم ہوا جنت
سے ایک حسین و جمیل براق بیچ ستر ہزار فرشتوں کو لے کر جاؤ۔ اور

میرے محبوب کو میرے پاس لے آؤ۔ آج وصال کی شب ہے جبرائیل
امین بحکم خداوندی ایک براق لے کر ستر ہزار فرشتوں سمیت محبوب اعظم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذرا قدم پر حاضر ہوئے۔ سرکار آرام فرما رہے

تھے۔ جہ آئیل نے اپنے کافوری بیوں سے سماج لامکاں کے قدموں

کو بوسہ دیا۔ آقا بیدار ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے صلوٰۃ و سلام
 کے بعد عرض کی۔ اے اللہ کے محبوب آج وہی خدائے بزرگ و بزرگوار آپ کو
 دعوت دیدار ملاقات دے رہا ہے۔ حضور جلدی چلے یہ براق برق رفتار
 اور تیز رفتار فرشتوں کی نوری جماعت حاضر خدمت ہے۔ شہنشاہ دو عالم
 مالک و مختار بیت الحرام سے پوری سچ و دھج کے ساتھ براق برق رفتار
 پر سوار ہو کر نورانی فرشتوں کے جھرمٹ میں بیت المقدس کی طرف روانہ
 ہوئے۔ یہاں تمام انبیاء سابقین حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک محبوب کبریا کے استقبال کے لئے
 حاضر ہیں۔ جبرائیل امین نے اذان کہی اور شہنشاہ دو عالم رہبر اعظم
 نور مجسم امام انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ نے جمع انبیاء و مرسلین کی
 امامت فرمائی۔

اب آسمانی سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 پہلے آسمان پر تشریف لے گئے یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات
 ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے سلام کیا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا
 اور مرحبا مرحبا یا سیدی صلی علی محمد۔ اسی طرح ہفت سموات پر انبیاء کرام
 شب اسری کے دو پہا کا استقبال کیا۔ کوئٹہ کا تاجدار انبی سلطنت
 کے عجائبات دیکھتا ہوا سدرۃ المنتہی پہنچا۔ سدرۃ المنتہی پر حضرت

جبرائیل امین ٹھہر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل رک
 کیوں گئے۔ جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ اگر بال بھر بھی میں یہاں سے
 آگے جاؤں تو انوار تجلیات سے میرے چہل جائیں گے۔ شب اسرا کا
 دولہا اپنے خدائے وحدہ لاشریک کا دیدار کرنے اور عرش اعظم کی مستثنیٰ
 گئے آگے بڑھا۔ اس مقام پر ایک تخت نورانی حاضر ہوا۔ اور ندا آئی
 اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو جائیں۔ حضور پر نور حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نورانی تخت یعنی رف رف پر سوار ہو گئے۔ اور یہ
 رف رف سوئے لا منتھلی روانہ ہو گیا۔ جب رف رف سوئے منتھلی کے
 قریب پہنچا تو آواز آئی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جائیں۔
 رف رف رک گیا۔ اور مرحبا صلی علی محمد کما صلیت علی ابراہیم کا ذکر ہونا
 شروع ہو گیا۔

بہر کیف میرے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہاتھ تک
 پہنچے جہاں کسی کا سر نہیں پہنچ سکا۔ عرش بریں کے قریب پہنچے۔ تو پیاری
 پیاری آواز آئی

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کئے قریب ہوئے اسکی
 حقیقت تو خدای جانے۔ لیکن قرآن مجید نے اس قرب خاص کو یوں بیان
 فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے وحدہ لاشریک

ایک دوسرے کے دو کمانوں کی مقدار قریب ہوئے۔ اور اس سے بھی زیادہ۔ پھر محبوب و محبوب نے جو راز و نیاز کی باتیں کیں جن کا علم کسی کو نہیں۔ نور مجسم رسول مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سر کی آنکھوں سے اپنے رب جل شانہ کو دیکھا۔

آپ اپنے رب کریم کے دیدار و ملاقات سے مشرف ہو کر امت کے لئے بوسیلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پانچ نمازوں کا تحفہ کے کر صبح صادق سے پہلے پہلے اس مقام پر تشریف لے آئے جہاں سے یہ مقدس سفر شروع فرمایا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں نہ مکاں تھا نہ لامکاں۔ اس کے معنی ہیں کہ مکان نیچے زمین پر رہ گیا۔ اور احمد رفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر عرش عظیم پر چلے گئے۔ آپ کی ذات اقدس نہ زمین کی نہ آسمان کی محتاج ہے بلکہ ہر ایک اشیاء عالم آپ کی محتاج ہے۔ آپ صرف خدائے لایزال خالق کائنات کے محتاج ہیں۔ جو کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کس وثابت ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ السلام کی روح اور جسد کے درمیان تھی (ترمذی) یعنی ان کی جان ابھی جسم میں نہیں آئی تھی۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے میرا قیام ایک نورانی قندیل میں تھا۔ جیسا کہ حضور

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم عمر میں بڑے ہو یا میں۔ جبرائیل امین
 نے عرض کی کہ میں نے ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ دیکھا تھا۔ جو کہ
 ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ نورِ عظیم تھا وہ
 میرا نور تھا۔ جو کہ ستر ہزار سال کے بعد نمودار ہوتا تھا۔ اور جملہ مخلوقات
 انبیاء۔ ملائکہ، جنّت و دوزخ نورِ ظلم عرشِ فرش آسمان زمین حتیٰ
 کہ جملہ چیزیں میرے ہی نور سے پیدا ہوئیں۔ بعد میں میری ذات اور
 میں عنصرِ بشری میں منتقل کر کے عبرت کا جامہ پہنا کر ظاہر کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 اِنَّمَا اَنَا لَشَوْ شَلَكُم كَمَا آيَاتٍ پَر تحقیقی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ
 شہرہ آفاق کتاب ”مدارج النبوۃ“ کی ابتداً باب سوئم
 فضل الزادہ مشابہات میں تحریر کیا ہے کہ درحقیقت متشابہات
 میں سے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سوا مخفی رائے کسی اور پر ظاہر نہیں۔ اسی طرح ان آیت کریمہ کے حقیقی
 معنی و مطلب کا علم نہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
 يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ - خدا کا ہاتھ ہونا اسی طرح فشتہ و جہۃ
 اللہ یعنی خدا کا چہرہ ہونا۔ چونکہ ان آیتوں میں متشابہات موجود ہیں اسلئے انکو

اپنے عقل کی دلیل سے ظاہر معنی لینا قطعاً غلط ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اگر میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پیدا کرتا تو میں تم کو بھی نہ پیدا کرتا۔ اور جہاں عالم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ میرے حبیب کی ذات مقصود کائنات ہے۔ انہیں کے وجود بابرکات سے تمام عالم کا ظہور ہوا۔

اس لئے آپ کو نور اول باعتبار جسم اطہر کے اندر روح منورہ منورہ جسید عنصری خاک کی بشری میں جلو اگر فرمایا۔ آپ کی روحانی جسم اطہر کو روشن کر دیا۔ اور یہ نور ازنی ہے۔ اس لئے آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ نور ازنی آثار روشن تھا کہ اس کی کونین باہر ہو گئی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خود دیکھا ہے کہ آپ کی پیدائش کے وقت فرش سے آسمان ایک نور روشن ہو گیا۔ فرشتے معطر ہو گئے۔ بھنی بھنی خوشبو کے ساتھ عنبر ہی ہوائیں چل رہی تھیں (مواہب لدنیا)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ یہاں فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جائز فی رات میں دیکھا۔ تو میں کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کبھی چاند کو دیکھنے لگا۔ اس وقت آپ مریخ صمد پہلے ہوئے تھے۔ مجھے تو آپ چاند سے زیادہ حسین نظر آئے تھے۔ ترمذی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یحییٰ آدم علیہ السلام کی اولاد اور لیسٹ سے پیدا ہونے والے ان کی اولاد بھی بتلائی۔ یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد اور لیسٹ سے پیدا ہونے والے کا روز قیامت سب کو اپنی قدرت کا ملہ سے پیدا کر کے بتلایا۔

آدم علیہ السلام انہیں دیکھنے لگے کہ یہ فوقیت اور فضیلت رکھتے ہیں۔ ان سب کے آخر میں ایک بلند نور دیکھا تو عرض کیا اے میرے پروردگار یہ کون ہیں؟

ارشاد ہوا تمہارے فرزند حضرت احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی سب سے اول نبی ہیں اور یہی سب سے آخر میں۔ یہی قیامت میں سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ اور ان کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ (ابن عساکر)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ارْسلنا شاهدًا وصيًّا ونذيرًا راعيًا ألى الله بازِيهٌ وسراجاً منيرًا ۝

اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرما پرادوں کو بشارت دینے والا۔ اور مکرر ہوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔ روشن چراغ، آپ کا قلب مبارک سوہ تعلق بالحق سے منزہ و مقدس مشاہدہ حق میں مشغول رہتا۔ کیونکہ آپ کا ہر آن ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی میں متغریق رہتا۔ اور ہر وقت اللہ کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کھانا۔ پینا۔ حرکت و سکون۔ عبادت و سخاوت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتے تھے۔ یہاں پر ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا يَتَّبِقُ لِّلْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وِطْيٰ وَحٰی ؕ

اور آپ نفسانی خواہشات کے لئے کچھ نہیں بولتے۔ سب کچھ وحی ہی ہے۔ جو آپ پر نازل ہوتی ہے۔

کتاب نشر الطیف ص ۶۵ میں ہے۔ حضرت مولوی قاسم نانوتویؒ دیوبندی نے کیا خوب تعریف لکھی ہے۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نارسائی کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دید زار مولوی انور کاشمیریؒ نے عقیدت اسلام ص ۲۱۹ مطبوعہ دیوبند کارند انجمن نور حق بود و بند دیگر حجاب

دید وہ شنید آنچہ جزو کس بشنید و ندید

مولوی ثناء اللہ امرتسری قادی ثنائیہ ص ۳۴ جلد ۲ آخر میں تحریر کیا

سلام اے نور رب العالمین پر سب اسکا آل اصحاب دین پر

قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے عقیدہ سید البشر ص ۵ میں لکھا

شان محمدی سے اندھے ہیں اہل ظلمت

وہ نور حق جس سے دارالسلام چمکا

مولوی یوسف کلکتوی رسالہ ارشاد کراچی ص ۳۳ میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا

اے نور خدایا صلی علی صاحب قرآن

وہی عبد صنم کیش کو معبود کی پہچان

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نود اور قرآن کو کتاب بیان کیا۔

رسول اللہ اور مذاہب اسلام آسمانی نذر ہیں۔ مگر یہ بات ہے کہ آفتاب

جہاں تاب کی روشنی سے وہی فیضیاب ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ

جل شانہ نے اپنے قدرت کاملہ سے نوازے۔ اور دل کی روحانی آنکھیں

منور حقیقت آشنا کر دے۔ ورنہ اندھے کی مثال ہوگی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

کہ جن لوگوں نے آپ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا وہ

منکر و منافق ہیں۔ اور جن سعادت مندوں نے آپ کو رسالت مآب و

رحمتہ العالمین کے عقیدے پر یھین رکھا وہ ممتاز ہو گئے۔ اور نجات پائیں گے۔

آپ کو منصب نبوت کے لئے جسم عنصری کی شرط فاعل متصرف

کے طرف سے نہ تھی۔ کیونکہ خداوند عالم نے آپ کو صاحب نبوت سے عالم

ارواح میں ہی سرفراز کر دیا تھا۔

جسم ناسوتی کی شرط تھی تو صرف اس لئے تھی کہ

جن کے طرف بھیجا گیا میں جسم عنصری بشری کے مفید استفادہ کی قابلیت

نہ تھی۔ تصرفات نبوت یعنی احکام الہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی
 کہ آ یا جسم عنصری بشری میں تشریف لاکر ان سے خطاب فرمائیں۔
 کلام الہی انہیں سنائیں۔ اور سمجھائیں۔ اور ایک انسان کے لئے جس طرح
 زندگی گزارنی چاہئے۔ ان سب کی کراہیں۔

پھر وہ زمانہ آیا جس میں آپ کی تشریف آوری جسد عنصری بشری
 میں مقدر ہو چکی تھی۔ آپ کا گہوارہ یعنی جہول فرشتوں کی جنبشیں دینے
 سے ہلاکرتا تھا۔ پھر تقدیر الہی کے مطابق آپ چالیس سال کی عمر میں نبوت
 سے سرفراز ہوئے۔ اور ظہور نبوت ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء اول الانبیاء آخر الانبیاء ہیں۔
 اصل اولیت یعنی باعتبار خلق و انصاف نبوت جناب رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کو بلحاظ وجود عنصری بشری حضرت آدم علیہ السلام
 کی تشریف آوری سے پہلے اول ہو گئی ہے۔ اور آدم علیہ السلام کی تشریف آوری
 دنیا میں اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی آمد جسد عنصری بشری میں منظور تھا۔ اور اسی وجہ سے انسان
 اشرف المخلوقات بنا۔

آپ باعتبار روح مبارک اول الانبیاء و نور تھے۔ باعتبار جسم عنصری
 بشری آخر الانبیاء و نور یعنی انہیں مقصود ہی تھے۔

حُسن جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حسین - بہادر - اور جود عطا کرنے والے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انسانوں سب سے اول و آخر میں سب سے زیادہ اشرف تھے۔ آپ کا مزاج مبارک سب سے زیادہ اعتدال یعنی صبر و تحمل تھا۔ اور جس یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر عمل بہترین عمل کا نمونہ ہوتا ہے اور آپ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حسین جمیل خوبصورت شکل والے تھے۔ اور آپ کا اخلاق اعلیٰ ترین محبت شفقت سے بھرا ہوا تھا سب سے زیادہ سخی بخود کرم کے مالک تھے اور جسمانی و روحانی کمالات کے منبع بکھر تھے۔ اور خوبصورتی نیک خصلت کے حامل تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آقا مولا محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ آپ کے چہرہ انور پر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے رخ زیبیا پر

چاند سورج تیر رہے ہیں۔ جب کبھی آپ مکرانے توب مبارک سے بھوویں کی
کلیاں گرتی تھیں اور وہ اتنی روشن ہوتی تھیں جسکی چمک سے دیواروں پر ضیائیں
پھوٹ پڑتی تھیں۔ (مدارج انبوا از کتاب شفاء)

عرشِ دے انہیں سرور چینی کہتے ہیں
فرشِ دے انہیں مکئی مدنی کہتے ہیں

مصور فطرت نے حسین ازل کے کارخانہ صنعت سے ایک ایسی
تصویر بنائی جس نے دیکھا بے ساختہ پکار اٹھا کہ مانع قدرت کا یہ افضل
ترین مجسمہ ہے۔ اس لئے دنیا کا وہ کون مصور یا کمال ہے۔ جو اپنی
خداداد طاقتوں اور انتہائی قابلیتوں کے باوجود صفحہ قسط اس پر عرب
کے اس حسین و جمیل نور مجسم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اعلیٰ
کی تصویر کشی کرے۔ آپ کا جسم اظہر منور شترہ اعضائے اقسام مبارک
سرسے سیکر پیر مبارک تک نور ہی نور تھا۔ اور رخ زیبایا گلابی نور

صراحی دار گردن نور مشک غفیری زلف نور۔ سینہ مبارک
الم نشرخ لگ صد رک نور، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں
مشکوٰۃ سے مراد ہے۔ منور سینہ اور زجاجا قلب اور اس میں مصباح
جو ہے وہ نور نبوت ہے۔ اور شجرہ مبارک سے روشن کیا گیا ہے
یہی شجرہ ابراہیمیہ سے جو نہ مشرق میں نہ مغرب میں بلکہ سب کے لئے فیضان

نبوت نور ہے۔ جو وجود بشریت میں ظہور فرمایا گیا ہے۔ سرور کائنات
 کا قد مبارک نہ بہت طویل اور نہ کوتاہ تھا۔ بلکہ درمیانہ قد تھا۔ رنگ
 مبارک سفید سرخ گندمی۔ گول چہرہ پیشانی وسیع چمکدار جھوپی بائیک
 خمدار آنکھیں۔ سنہ ۷۰ شریک تاج مبارک تیلی لمبی دندان مبارک پیوستہ
 موتیوں کی طرح تابدار اور لب مبارک گلابی اور رخسار اجھڑے ہوئے
 ریش مبارک گھنی صراحی دار گردن سینہ مبارک کشادہ سینہ سے لے کر
 ناف تک ایک باریک بالوں کی لکیر تھی۔ شانے مبارک بڑے تھے۔
 شانوں پر کثرت سے بال تھے۔ پشت مبارک وسیع تھی۔ دونوں شانوں
 کے درمیان میں کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔ آپ کی انگلیاں
 گویا چاندی کی شاخیں تھیں آپ کی ہتھیلیاں پر گوشت اور پوٹری کلائی
 لمبی پاؤں کی اڑیاں۔ نازک اور ہلکی تھیں۔ پاؤں کے تلوے پنج سے ذرا خالی تھے۔
 اور آپ کی ہتھیلی خوشبودار مشک عنبی میں ڈوبی ہوتی معلوم ہوتی تھی۔
 آپ سے مصافحہ کرنے والا کئی دن تک اس خوشبو سے معطر رہتا آپ کے
 پسینہ میں خوشبو تھی چلتے تو قوت کے ساتھ ذرا آگے جھک کر قدم
 جاکر رکھتے۔ رفتار بہت تیز ہوتی معلوم ہوتا شیب میں اتار رہے
 ہیں۔ چہرہ مبارک غور و فکر میں ڈوبا رہتا۔ اور نگاہوں میں پرتا شیر ایک نظر
 میں مرادہ دل زندہ ہو جاتے۔ پاکیزہ خیالات اور بلند جذبات چمکتے ہوئے

دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا۔ گفتگو کرنے کا ایسا انداز تھا کہ
 دشمن بھی سننے کو ترستے۔ اجنبی سے بھی ایسے طرح پیش آتے گویا پہلے واقف
 ہوں۔ آپ کا حسن اخلاق اتنا بلند تھا کہ دشمن بھی تعریف کرتے۔ آپ
 ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک مثل مثل احدی شمس سعادت
 پیکر معصوم اور کعبی حسن و جمال اسم رؤف رحیمی میں مجسم ہوتے تو
 ایسا نظر آتا کہ گویا عرش بریں سے ملک الکریم کا نزول ہوا ہے۔
 پر شکوہ وجود پر رونے منور رخ زیبامستی عشق خداوندی میں مدھوش
 اور روح منور غلبہ محبت میں مخمور آنکھیں تیغ بریاں۔ حق باہو
 کی موجود شہادت دینے والی ابروئے خمدار صبح صادق کی روشن
 پیشانی علادت ایماں سے تابندہ حق القین سے درخشندہ
 رخصتار گلاب کی پتکھریوں بے تابانہ رقص کرنے والے نورانی شبنم
 کا سماپیش کرنے والے لعل و گوہر سے دہن و دندان لطف کرم
 سے لہریز نگاہیں شفیق گفتگو میں دل نواز سخن آپ جب بھی اپنے
 پر دانوں پر نظر مہر فرماتے تو رحمت گھٹائیں چھا جاتیں۔ پھر نصیحت
 برکات حیات جاوداں کی باران رحمت قلب مضطر پر اثر انداز
 ہوتی تھیں۔ اسوقت سماع میں عجب دلکش نظارہ ہوتا ہے مگر یہ
 تاج شفاعت بجا معہ رسالت صاحب معارف عربی پہنچے ہوئے

تخت ولایت خلافت امامت ارض و سماء پر جلوہ افروز ہیں۔
 اور ماوراء فوق البشریت کی شہادت دیتی۔ غلبتِ رحمتی علیٰ غلبتی کی
 تعمیل حیات جاوداں حاصل ہوتی ہیں۔ اور اس وقت خوشبو عبیرِ حنا
 فضاؤں سے بھتی بھینی ہوائیں نفس پر نور اور بہار اجاتی ہے
 آپ کی ذات اقدس اسماءِ حسنیٰ صفاتِ منظرِ جامعیت
 (تفسیرِ حقانی)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرور عالم، سید الکونین و تقیین، راحت عالم، محسن اعظم
رحمت ارض و سماء، اشرف الانبیاء، محبوب خدا، مولائے کائنات
مقدس و تہذیب کا سرچشمہ، حق کا آئینہ، بیگسوں کے چارہ سار
تاجدار و جہاں - وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔
اس سے زیادہ کیا سند ہو سکتی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے رحمت اور شفقت کا اعلان خود اللہ جلہ شانہ نے فرمایا۔
اللہ کا وہ احسان جس کی خواہش اور ضرورت تو انسان کے پاس ہو لیکن
کو تاہی عمل کے سبب اس کا استحقاق اس کے پاس نہ ہو رحمت کہلاتی ہے
رحمت اس بارش کی طرح ہے جو سوکھی اور پیاسی زمین کو سیراب
کرتی ہے تاکہ مخلوق کے لئے غذا اور باس کا انتظام ہو سکے۔ بارش زمین
کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ زمین کا عمل نہیں۔ اسی طرح وجود انسانیت
حضورؐ کو تاہی کے سبب بیماریوں کا شکار ہو جاتے۔ مثلاً جسمانی بیماریاں

روحانی بیماریاں ، اخلاقی بیماریاں اور سماجی بیماریاں ۔ ایسی تمام بیماریاں جن کا تمام علاج حکماء ، دانش وروں ، حکمرانوں ، اور فلسفہ دانوں کے پاس نہیں ہوتا ۔ تو ایسے عالم میں انسان حسرت بھری نگاہ سے صرف آسمان کی طرف دیکھتا ہے ۔ علاج کی ضرورت تو ہوتی ہے لیکن علاج بس میں نہیں ہوتا ۔ پیاسی روہیں پیاسی زمین کی طرح خرابا کرتی ہیں ۔ تو رحمت پروردگار جوش میں آجاتی ہے اور باران رحمت کا نزول ہوتا ہے ۔ اور وجود انسانیت کئی ٹپھہر ہوتی ہے ۔ محسن انسانیت کے روپ میں احسان خداوندی ہوتا ہے ۔

رحمت کا مطلب ہے خطاؤں سے درگزر کرنا گناہوں کو معاف کرنا ۔ رحمت کا حصول کسی استحقاق سے مشروط نہیں اگر انسان کا اپنا عمل ذریعہ حصول رحمت ہو تو آج علم والوں کو ضرور معلوم ہوتا کہ کسی انسان کو پیغمبر کیوں بنایا جاتا ہے ۔ اور اس پر اتنی رحمتیں کس عمل کی وجہ سے ہوتی ہے منصب رسالت اللہ کی رحمت سے ملتا ہے ۔ اور اللہ کی رحمت اپنے پیغمبر کو اپنے رحمتوں والے رسول کو اس علاقے میں مبعوث فرماتی ہو جہاں اسکی زیادہ ضرورت ہو ۔ یعنی جہاں زیادہ بگاڑ ہو ۔ پیغمبر کا ورود وجود ہی باعث رحمت ہوتا ہے ۔ اور یہ رحمت انہیں حاصل ہوتی ہے ۔ جو زیادہ محروم ہوں ۔ یہ سیران کن بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ رحمتوں

کے نزول کے لئے اس معاشرے کو منتخب فرمایا جس کے عمل میں
 حصول رحمت کا بظاہر کوئی استحقاق نہ تھا۔ وہ معاشرہ تباہی کا منظر
 پیش کر رہا تھا وہاں رب العالمین نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بھیجا۔ جو کہ رحمتہ للعالمین بن کر آئے۔ اللہ کی رحمت وہاں
 آئی جہاں زیادہ بگاڑ تھا۔ اللہ کی رحمت تو رحمت بھرے کلام کی شکل میں
 بھی آئی۔ جو کلام پروردگار کی طرف منہضت ہے۔ اور یہ رحمت کے بھرے
 کلام یعنی قرآن مجید بھی اپنے محبوب محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا کہ
 تمام پیارے وحیں تکمیل پا سکیں۔ اور حصول مہربانیوں کے لئے شفا اور
 ایمان والوں کے لئے رحمت بن کر آیا۔ اللہ کی رحمت اس محسن انسانیت
 میں عیاں ہوئی۔ جسے بھیجے والے نے مجسم رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ کا وجود
 مبارک ہی مجسم رحمت ہے۔ آپ کے آنے سے صحرائیں بہا ریں آگئیں۔
 گلزار ہستی کھل گیا۔ جمود میں حرکت پیدا ہو گئی۔ ساری باتوں کو اکابرین بنا دیا
 گیا۔ وہ ہستی وہ گلیاں جہاں آپ کی رحمتوں نے تخریب میں نہی تہذیب
 پیدا کر دی۔ گنہگاروں کو شفاعت و رحمت ملی۔ اندھیرے روشن ہوئے
 رحمت کا اہم تقاضا اور بنیاد یہ ہے کہ بگاڑ میں اصلاح پیدا ہو گئی۔ مایوسیوں
 امیدیں پیدا ہوئی۔ اللہ کے غضب سے اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو وہ یہی
 رحمت ہے۔ اور یہی رحمت ہے کہ کائنات میں رحمت کا تقاضا ہے۔

کئی ذات اقدس ہے۔ آپ ہی کے دم سے انسان شر سے نجات پا کر خیر کے
 دامن میں آیا۔ آپ کی ذات اقدس مجسم رحمت ہے۔ آپ کا ہر اندازہ، اندازہ
 رحمت ہے۔ آپ رحمت اللعالمین ہیں آپ کی رحمت تمام جہانوں کے لئے
 ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے کیا حالات تھے اور بعد میں کیا
 حالات ہو گئے۔ یہ زمانہ جانتا ہے کہ آپ کا دامن ہمیشہ پھیلتا ہی رہا
 آپ کے دم سے زمانہ بدل گیا۔ بلکہ زمانے بدل گئے۔ آپ کی رحمت کسی
 ایک ملک یا کسی ایک قوم یا کسی ایک نسل یا کسی ایک زمانے کیلئے نہیں
 بلکہ تمام عالمین کے لئے زمین آسمان کے لئے، ظاہر و باطن کے لئے، ماضی
 حال اور مستقبل کے لئے۔ اپنی بیگانوں کے لئے۔ فرزند انوں نادانوں کے لئے
 دنیا میں آج تک کوئی پیغمبر اور نہ کوئی انسان اتنی رحمتیں اور شفقتیں
 لے کر نہیں آیا۔ بلکہ یہ سب کچھ آپ کی ذات گرامی پر و سلسلہ رحمت شروع
 بھی اور ختم بھی ہو گیا۔ جیسے بعثت انبیاء کا سلسلہ کہیں۔ جیسے ان ختم انبیین،
 اور رحمت اللعالمین۔ آپ کی رحمتیں جملہ عالمین کے لئے، اور آپ کی نبوت
 بھی جملہ عالمین کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی بھی نعمتیں عطا کی ہیں
 یہ سب ہمارے پیارے نبی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہیں
 ملنا ہیں ورنہ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے انکی
 رحمتیں ختم ہو جاتیں۔ کیونکہ نافرمان امتوں نے پیغمبروں کو

بہت ستایا۔ اور ان کو دکھ دیتے تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام
 کی نافرمان قوم کو طوفان سے غرق کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام پر بھروسہ
 کی بارش کی گئی۔ قوم ہود پر گرم ہوائیں چلیں۔ اسی طرح کے کافی واقعات
 قرآن مجید میں موجود ہیں۔ کہ جس جس قوم نے پیغمبروں کو ستایا تو اللہ تعالیٰ
 نے اس کو برباد کر دیا۔ لیکن اس کے برعکس رحمت دو عالم کے وجود مبارک
 کی برکت سے کفار مکہ باوجود اپنی تمام سرکشی کے دنیا میں عظیم عذاب محفوظ
 رہے۔ حالانکہ کفار مکہ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ مگر آپ
 ان کے نئے دعا کرتے تھے۔ جس طرح آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف
 تشریف لے گئے اور ہاں دعوت اسلام دنیا شروع کیا۔ تو طائف کے
 بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر قبائل نے طائف کے لوگوں کو ابھارا
 جہنوں نے آپ کو بازوؤں میں تنگ کرنا شروع کیا۔ شہر کے اوباش
 لوگ آپ پر ہنستے اور طرح طرح سے دکھ پہنچاتے رہے۔ اور بچوں کو اکٹھا
 کر کے آپ کے پیچھے لگا دینے۔ جس طرف سے آپ گزرتے مجمع صف
 باندھ کر کھڑا ہو جاتا اور آپ کو پتھر مارتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی
 فعلین مبارک خون سے بھر گئیں۔ جب آپ زخموں سے نڈھال ہو کر پیٹھ
 جاتے تو وہ اوباش لوگ آپ کو بازو سے تھام کر کھڑا کرتے تھے پھر جب
 آپ چلنے لگتے تو پھر پتھر برساتے، اور ساتھ ساتھ آپ کو اپنی زبان سے

برکت ہے۔ پنجھروں کی چوٹ سے آپ کا خون اس قدر نکلا کہ آپ کی نعلین مبارک میں جم گیا۔ ان کا آسانی سے صاف ہونا دشوار تھا۔ آپ جب وضو فرماتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ بچے اور بازاری اور باش لوگ آپ پر گمہ و غبار اڑا کر تنگ کرتے تھے۔

طائف کے کسی بد بخت کی طرف سے پیھنکا ہوا ایک پتھر آپ کے متحنے مبارک میں اس زور سے لگا کہ خون کا فوراً چھوٹ پڑا۔ اسی وقت جبار و قہار خدا کی جبروتی شان طائف کی بربادی کا حکم نئے جوش زین تھی۔ اور خالق ذوالجلال کی نظر کے سامنے اس کے محبوب سرور و عالم کو ستایا جا رہا تھا۔ دفعتاً اللہ کے مقدس فرشتے جبرائیل امین نے آکر آپ کو سلا کیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ دوسرے فرشتے بھی لایا ہوں۔ اگر آپ حکم کریں تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا کر اہل طائف کو درمیان میں ایسا پیس دیا جائے جیسے بچی کے دو پاٹوں کے درمیان وٹنے پس جاتے ہیں۔

مگر آپ نے فرمایا میں رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ لوگ میرے مرتبے سے ناواقف ہیں۔

جنگ اُحد میں قریش کے بد بخت عبداللہ بن قیس نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سرعت سے تلوار کا وار کیا کہ آپ کے چہرے انور پر

اور آپ کا بازو بھی زخمی ہو گیا۔ اور دندان مبارک بھی ٹہسید ہو گئے۔ مگر اس وقت
 بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دعائیں الفاظ ہی
 نکلتے تھے۔ "اے خدا میری امت کو بخش دے میرا مرتبہ نہیں مٹاتے۔
 ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے نزدیک نماز
 پڑھ رہے تھے۔ حرم شریف میں اس وقت کفار مکہ کی ایک جماعت موجود
 تھی۔ عتبی بن ابی معیط نے ابو جہل کے کہنے پر اونٹ کی اوچھڑی بجدہ کی
 حالت میں آپ کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ اور مشرکین زور زور سے
 چیلنے لگے۔ کسی نے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء صلی اللہ
 عنہا کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو وہ فوراً دوڑتی ہوئی آئیں اور غلاط
 سے بھری ہوئی اوچھڑی آپ کی پشت مبارک سے اٹھا کر پھینک دی۔
 اور وہ مشرکین کو بدعا دینے لگیں تو آپ نے فرمایا بیٹی صبر سے کام لو۔
 اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے یہ نہیں جانتے کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے
 ابولہب آپ کا چچا تھا۔ جب سے آپ نے تبلیغ دین شروع کی تو
 اور اسکی بیوی دونوں آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ ابولہب نے کہا شروع
 کیا۔ اے لوگو۔ سزا اللہ۔ یہ ریلو انہ سے اسکی باتوں پر کان نہ دھرو اور
 اسکی بیوی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھیں۔
 یہ کہہ کر چلا کہ یہ تو تکلیف دہ کلمات ہیں۔

کا نٹے چبھنے سے لہو لہان ہو گئے۔ مگر آپ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر آپ نے کبھی ان کو بددعا نہیں دی۔

آپ کا وسیع قلبی کا یہ عالم تھا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ اپنے چچا کے قتل جیسی قبیح حرکت کرنے والی عورت ہندہ بنت عتبہ جس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور پیٹ مبارک چیر کر جگر نکالا اور دانتوں سے جبا کر تھوک دیا تھا اور پھینچنے والوں کا بار بنا کر گلہ میں ڈالا تھا۔ جب وہ دونوں مسلمان ہوئے تو آپ نے ان دونوں کو معاف کر دیا۔

ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مشرکین کے لئے بددعا کریں تو آپ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے کبھی غصہ نہیں فرمایا۔ آپ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ اور کسی کو اپنے دامن رحمت سے دور نہیں کیا۔ ہر سائل کے لئے آپ شفیعین ہیں۔ آپ کے پاس ہر رول میں اترنے والی محبت ہے۔

آپ کی شفاعتوں اور رحمتوں نے وہ عظیم انقلاب برپا کیا کہ دیکھتے دیکھتے من مایاں کرنے والے رضائے حق کے طالب ہو گئے۔ اور آپ کی رحمت نے کسی کو محروم اور مظلوم نہ رہنے دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کی شانِ رحمت

اپنے منکرتہ عروج پر تھی۔ وہ سردارانِ قریش جنہوں نے مسلمانوں کی زندگی عذاب بنا رکھی تھی۔ جن کے ہاتھوں معصوم مسلمانوں کے خون سے تر تھے۔ جن کے قلوب بعض اداوت کی آماجگاہ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو گھڑوں سے نکالا تھا جن کے مظالم نے مسلمانوں پر زمین تنگ کر رکھی تھی جنہیں اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک مسلمانوں کے چین کو برباد نہ کریں۔

جب وہی سردارانِ قریش رحمتِ دو عالم کے روبرو پیش کئے گئے تو اس وقت رحمتِ دو عالم نے فرمایا۔ اے اہل مکہ تمہارے خیال میں اب تم لوگوں سے کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ اہل مکہ نے کہا آپؐ کریم ہیں کریم کی اولاد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اللہ اللہ یہ سلوک ان لوگوں سے ہے جن کی بدسلوکی داستان سے دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت ہے۔

آپؐ نے فرمایا آج کا دن ہی تو سلوک کرنے کا ہے آپؐ نے سب کی تقصیریں معاف فرمادیں۔ سب کے لئے رحمتِ عام کر دی یوں لگتا تھا کہ جیسے مکہ ہی فتح نہیں ہوا بلکہ خلقِ محمدؐ نے اہل مکہ کے قلوب کو فتح کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں و شفقتیں وسیع ہیں۔

ان کامیابیوں کی بات نہیں بلکہ ربِّ العالمین کی محبت و اطاعت

آپؐ کے پیکرِ محبوبی میں نمایاں ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰی خَلَقْتَ الْعَظِيْمَ

شیخ ابوسعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظیم خداوند تعالیٰ
 کی ذات ہے اور اس کے اخلاق حلم میں جو دو کرم و درگزر معافی اور احسان ہے
 جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ
 کے اخلاق ایک سو سے کچھ زیادہ ہیں۔ اور جس نے اللہ پاک کے کسی ایک خلق
 کو اپنا یا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ بس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بیشک آپ
 بھی اعلیٰ اخلاق حلم کے متصف ہیں۔ یعنی اَلْخُلُقُ مَعَ الْخُقِّ وَالصِّدْقُ
 مَعَ الْحَقِّ مخلوق عالم کے ساتھ حلم و حسن و اخلاق اور اللہ سبحانہ کے ساتھ
 خلوص اور آپ کا خلق اس لئے عظیم ہے۔ اس میں مکام اخلاق و حلم اور
 خصائل جلیلہ جمع ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے
 اِنَّكَ لَعَلٰی خَلَقْتَ الْعَظِيْمَ۔ ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی
 تھے ایک مرتبہ کہنے لگا کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی علامتیں
 باقی نہیں رہیں کہ جس کو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ دیکھی ہو۔ بجز دو
 علامت کے جس کے تجربہ کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم

اخلاق آپ کے غصے پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپ کا علم تحمل زیادہ ہوگا۔ میں دونوں مقصودوں کے امتحان لینے کا موقع تلاش کرتا رہا۔ اولاً مدد رفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ مجھ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہارا رزق فراخ ہو جائے گا اور اب یہ حالت ہے کہ قحط پڑ گیا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ اسلام سے پھر نہ جائیں۔ اگر رات مبارک ہو تو آپ ان کی کچھ اعانت فرمائیں۔ حضور کریم نے ایک شخص کی طرف دیکھا جو غالباً علی مرتضیٰ تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ زید جو اس وقت یہودی تھا اسی منظر کو یہ غور دیکھ رہا تھا۔ اول کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدی تو میں قیمت بیگی دیدوں۔ اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور کریم نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ باغ کا قیمت نہ کرو تو معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کھجوروں کی قیمت اتنی مشقال سونادے دیا۔ آپ نے وہ سونا اس بدوی کو دیدیا۔ اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان لوگوں کی ضرورت پوری کرو۔

زید بوی کہتا ہے کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے دو دن باقی رہ گئے
 تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعہ صحابہ کرام کے ساتھ تھے جن میں ابو بکرؓ
 صدیق۔ و عمر فاروق۔ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ کسی امتی کے
 جنازے کا نماز سے فارغ ہو کر آئے اور ایک دیوار کے قریب تشریف
 فرماتے۔ میں آیا میں نے حضورؐ کے کُرتہ و چادر مبارک کے پلو کو پکڑ کر
 نہایت سختی اور ترش زبانی سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا قرضہ
 ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبد المطلب کو خوب جانتا ہوں
 کہ بڑے نادہند ہو حضرت عمرؓ نے عصہ سے مجھے گھورا۔ اور کہا کہ اے
 خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے حضورؐ کا ڈرنہ ہوتا تو میں
 تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نرمی اور
 سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمرؓ سے فرمایا
 کہ عمر اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو۔ تم نے جو اسے ڈانٹا ہے
 اس کے بدلے میں بیس ضاع۔ تقریباً دو من کھجوریں زیادہ دیدینا۔
 حضرت عمرؓ مجھ کو لے گئے اور پورا مطالبہ بیس ضاع کھجوریں زیادہ
 دیدیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس ضاع کیسے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضورؐ کا
 یہ حکم تھا۔ زید نے کہا عمر تم مجھ کو پہچانتے ہو انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا
 میں زید بن شعثہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔

میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں انہوں نے فرمایا کہ تو اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ کیسا بڑا ذکر کیا۔ میں نے کہا علامت نبوت میں
 سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی فوجت نہیں آتی
 تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کا علم آپ کے غصہ پر غالب ہو گا۔ اور دوسرے یہ کہ
 ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلیمی کو بڑھائے گا۔ اب ان دونوں
 کا بھی امتحان کر لیا۔ اب میں تم کو اپنے مسلمان ہونے کا گواہ بناتا ہوں اور
 میرا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا۔ اس کے بہت سے جہاد
 میں شریک ہوا اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس حلیم کریم جو دنیا
 میں مکارم اخلاق حماد صفات اور انکی کثرت وقوت اور عظمت کے لحاظ
 سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے۔

بلاشبہ آپ بڑے بابر بار حلیم طبیعت اور بلند صاحب اخلاق ہیں۔
 حضور کریم کے مکام اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے حتیٰ کہ رات
 کے وقت آپ کے پاس ایک دم بھی باقی نہ رہتا تھا۔ اور جو کچھ بھی دن میں آتا
 شام تک سب تقسیم فرمادیتے تھے۔ مکام اخلاق دس ہیں۔

(۴) سوال کرنے والے کو دنیا (۵) احسانات کا بدلہ دنیا (۶) امانت میں دیانت (۷) صلہ رحمی (شتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا) (۸) دوست کے حقوق ادا کرنا (۹) مہمان نوازی (۱۰) حیا کرنا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن ادب سے گھرا ہوا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے خلافت کا دور تھا ایک بدی نے آکر ایک مجمع عام میں بہت سخت اور ترش زبان سے حضرت امام علیہ السلام کو باتیں کہیں۔ آپ نے اس کو بڑی نرمی سے سمجھایا۔ مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ مجمع میں جو لوگ موجود تھے انہیں بہت غصہ آیا کہ اسے جسم کے ٹکڑے کر دیں۔ مگر آپ نے سب کو منع فرمایا۔ اور کہا اس کو کھانا کھلاؤ۔ اور عمدہ کپڑے پہناؤ۔ اس کے بعد آپ نے اس کو نقد رقم بھی عنایت کی اور فرمایا بھائی خفا مت ہو۔ وہ بدو کھانا۔ کپڑا۔ اور نقد رقم لے کر چلا گیا۔ بعد پانچ دن پھر حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا بھائی مجھ سے اب بھی خفا ہو اس بات کو سن کر وہ بدو زار قطار رونے لگا۔ اور عرض کی کہ نہ میں پہلے آپ سے خفا تھا نہ اب۔ البتہ آپ کا امتحان مقصود تھا اور یہ دیکھنا تھا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے اثرات کس قدر

سورة والضحی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خاص خصوصیات
 جو حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ سر کا ردو عالم محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنی پشت مبارک کے پیچھے اس طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی
 میں دیکھیں۔ آپ کا لعاب دھن مکین پانی جیسا شیریں بنا ہوا تھا۔ اگر آپ
 اپنا لعاب دھن بچہ کو لگا دیتے تو اسکی بھوک ختم ہو جاتی پھر اس بچہ کو سارے
 دن دودھ بھی پینے کی حاجت نہ رہتی تھی۔ آپ کی بغل مبارک سفید شفاف
 رنگ پر تھی۔ آپ کے پسینے مبارک سے مشک، عنبر، حنا کی خوشبو جیسی جھک
 آتی تھی۔ اور آپ کی آواز بلند تھی۔ دور دور سے سنائی دیتی تھی اور انکھیں
 بند ہوتی تھیں مگر قلب اطہر بیدار رہتا تھا۔ لوگ سمجھتے سو رہے ہیں۔ مگر جانتے
 ہوتے۔ آپ کو چہ گلی سے گزرتے وہ جگہ معطر مہک جاتی تھی۔ اور وہاں کی
 ہوا میں خوشبو سے معطر ہوتی تھیں۔

زمین پھٹ کر نکل جاتی تھی۔ اور اس زمین پر خوشبو کی مہک ہوتی
 تھی۔ آپ پر بلائی ختنہ نہ رہتے۔ آپ کی ناف بربدہ پاک صاف
 تھی کسی قسم کی نہ کوئی بنجاست تھی نہ جسم مبارک پر میل وغیرہ تھا۔ ایسا
 معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے ہلا دھلا یا ہے اور خوشبو خانا لگایا ہے
 آپ جب زمین پر تشریف لائے سجدہ کرتے ہوئے اور انگشت شہادت
 آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت
 سارا جہاں روشن منور اور معطر ہو گیا تھا جیسے سورج نکلتا ہے اتنی ہی
 روشنی پھیلائی کہ سارا مکہ مدینہ، شام اور قیصر و کسریٰ تک نظر آنے لگا۔
 یہ آپ کی ولادت عظیمہ کا کرم تھا فضائیں معطر، ہوا میں منرہ،
 ایک نور ہی نور تھا۔ وَالضُّحٰی وَاٰیِلْ اِذَا سَجٰی ہ معنی۔ قسم چڑھتے سورج
 روشن کی اور رات کی تاریک سجاد کی جبکہ آفتاب کی سلطنت کا
 عروج ہوتا ہے اور جہاں عالم اس کی روشنی سے منور ہو جاتے ہیں۔
 جبکہ رات کی تاریکیوں میں کوئی چیز چھپی ہوئی نظر نہیں آ سکتی ہے۔ یہ مثال
 نور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ جو قلب محمدی میں جلوہ گر ہے۔ اور
 سب سے مراد اس تاریک انسان کی مثال ہے کہ نفوس و ارواح پر طاری
 ہو جاتی ہے۔ نور اللہ قلوبنا بنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضعیٰ آپ کی چہرہ
 زبہا النفس قرآن مصفا منور اور دلیل ہوئے مبارک اور زلفیں آنحضرت کا

ظاہر حالات ہم سب پر روشن عیاں ہیں۔ اور لیل آپ کے اسرار
 روحانیت جسکو مجرم عالم الغیوب کے سوا اور کسی کو نہیں معلوم ہو
 سکتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں۔ آپ کے بیدار
 کے وقت مثل چاند کے ایک نور میرے سامنے ظاہر ہوا میں نے اسکی
 روشنی میں ملک شام کے محلات دیکھے تھے۔ جب پیدا ہو گئے تو
 میں نے آپ کو گہوارہ میں ڈالا تو میں نے دیکھا فرشتے آپ کو جھولا جھولا
 تھے۔ اور آپ اکثر چاند کی طرف اشارہ فرماتے چاند آپ کے قریب
 ہو جاتا۔ اور اس سے آپ باتیں کریں تھے۔ گرمیوں کے موسم میں آپ
 ابر کا سایہ رہتا تھا۔ اگر کسی درخت کے سائے میں بیٹھتے تھے تو درخت
 مانگ گفتگو ہو جاتا۔ اور میں نے آپ کے جسم کا سائے زمین پر پڑتے نہیں
 دیکھا۔ آپ کے جسم پر کبھی بھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور جب کبھی سفر میں
 سواری کرتے اونٹ ہوتا یا گھوڑا پیشاب وغیرہ نہیں کرتا تھا۔

خداوند قدس نے عالم ارواح میں سب سے پہلے نور ظہور
 محمدی پیدا کیا۔ اور اس کے بعد جملہ ارواح پیدا کیں۔ پھر ان کو کہا۔
 اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سب سے پہلے آپ کی روح مقدس نے اور انبیاء
 علیہ السلام و صالحین و مومنین سے قبل قَالُوا بَلَا کہا سورۃ نجم =

دُحَىٰ يُوحَىٰ ۖ عَلَيْهِ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝

اس پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم جب یہ معراج سے اترے

تمہارے صاحب نہ پہلے نہ بے راہ چلے۔

وہ تو نہیں گمراہی جو انہیں کمی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت تر توں

ملے طاقت ور نے فَأَسْتَوَىٰ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا دُھُوبًا كَا

فُقِ الْاَعْلَىٰ اور وہ آسمان برین سب سے بلند کنارے پر نہ تھا۔

لُشَّةً رَنَاقًا ثَلَاثِي پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔ حضورؐ

کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوق سموات پر پہنچے تو ثَلَاثِي رَبَّانِي آپ کی طرف

متوجہ ہوئی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی تو اس جلوئے اور

اس محبوب میں دو ہاتھ کا فیصلہ فیصلہ رہا۔ بلکہ اس سے بھی کم۔

رَاٰیْتُ رَبِّي بَعِیْنِي وَ بَقِیْیَ اپنے رب کو اپنی آنکھوں والے دل سے

دیکھا۔ سید عالمؐ نے رَبِّ معراج عجائب ملک و ملکوت ملاحظہ فرمایا

اور آپؐ کا علم تمام معلوات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا۔ یہ خصوصیات

صرف آپؐ کی ذات اقدس تک مخصوص ہیں۔

جبرائیل امینؑ کو شب معراج میں اصلی صورت میں دیکھا۔ سِدْرۃ

ایک درخت ہے ساتویں آسمان پر ہے۔ اور غنطیٰ جہاں تک بلندی

کو پہنچتا ہے کہیں تک اور عشر الہ صبح ہے۔ اور سِدْرۃ کو ڈھانک

رکھا ہے۔ اور وہاں سے جنتِ الٰہی ہے۔ مازغ البصر و ما ظہر
 جہاں پر آپ کی آنکھ نے خطا نہیں کی تھی دراصل کچھ اور تھا جو نظر
 آیا۔ رَبِّ اَکْبِرُ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اُفقِ اعلیٰ یعنی آسمانوں سے اوپر استنویٰ فرمایا۔
 اور جبرائیل سرورہ پر رک گئے۔ اور عرض کیا آگے نہیں جاسکتا۔ کیونکہ
 انوار تجلیات جلال سے جل جاؤں گا۔ اور سرکارِ عالم آگے تشریف
 لے گئے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں حضور انور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضور انور کی حکومت آسمانوں
 پر بھی ہے۔ شوقِ القمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونا۔ اس طرح لاکھوں
 معجزے ہوتے ہیں۔ آپ کی معادیتِ عظمت کا ظہور آخرت کے
 دن بھی ہوگا۔ مرنے کے بعد بھی آپ کے بارے میں پوچھا جائے گا
 قیامت کے دن سب سے پہلے آپ روضہ اقدس سے باہر تشریف
 لائیں گے۔ اور آپ کے استقبال کے لئے جمیرائیل۔ میکائیل۔ سترائیل
 فرشتوں کے ساتھ ہوں گے۔ آپ کی سواری کے لئے براق ہوگی اس پر
 سوار ہو کر میدانِ حشر میں مقامِ محمود پر کھڑے ہوں گے۔ آپ کے دست مبارک
 میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ سر پر شفاعت کا تاج پہنیں ہوں گے۔ اور

۴۔ خروا و لین کنی تمام امتیں آپ کے پیچھے کھڑی ہوں گی۔ سب رب عزت
 اپنا دیدار کرائے گا۔ پھر حکم ہوگا کہ اپنی نظریں نیچی کریں۔ کیونکہ حضرت
 بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت
 کی بی بیایں گمیں گیں۔ اور ان کے ساتھ ماں سوا۔ سعیدہ۔ یوحانیدہ
 بی بی مریم اور بہت سی مومن عورتیں ہوں گی۔ اس لئے خاص حکم ہوگا انکو
 کوئی نہ دیکھے۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے مومنین عورتوں کی جن کے لئے
 حکم سب پر ہوگا پھر سرکار کائنات احمد مختار شفاء عشر تاج شفاعت
 پہنچے ہوئے مقام محمود پر کھڑے ہوں گے۔ اور اپنے مجھ جیسے رویہا
 گنہگاروں کی شفاعت فرما دیں گے۔ اور تنگی عشر کو رض کوثر کے پانی سے
 بجھائیں گے۔ تاکہ ہم میں بھی آپ کے گرد و غبار کے قربان جاؤں محرومی سے
 بچاتے گا۔ امتی تو ہوں براہیلا ہوں۔ پر آپ کا ہوں۔

دیوانہ آپ کا گرفتار مصائب ہے
 دہائی شافع محشر آغشتی یا رسول اللہ

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی

تفسیر عربی

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

وَمَنْ يُؤْتِيَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا =

اسی میں اس بات کی تشریح کی گئی ہے کہ وہ لوگ بال نصیب ہیں
اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے زمانے میں آپ اور آپ کے جانشین
اور متعین ہیں۔ اس لئے اس سورۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا جملہ فتون حکمت سے فیضیاب ہونا بیان کیا ہے۔ اور آپ کا فیض عام
دینی دنیاوی علمی روحانی تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ تفسیر کبیر
شرح و بسط سے نقل ہے لیکن اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ احوض کوثر ہے۔ قیامت کے دن جب سورج موانیر پر
ہوگا سخت گرمی ہوگی لوگ پیاس سے بیقرار ہوں گے۔ اور نہ پانی ہوگا اور
نہ کوئی سایہ صرف ایک لخت میدان ہوگا۔ نہ ہی سبزہ ہوگا نہ کوئی
اسباب ہوں گے۔ زمین سرخ مثل تابنہ کی ہوگی۔ اور مخلوق عالم گرمی
سے ترڑ پنے ہوں گے۔ العطش العطش پکارتے پھریں گے کوئی بھی

سہارا دینے والا نہ ہوگا۔ اس وقت ایک سہارا ملے گا۔ وہ آقاؑ کے نام سے
 رحمت اللعالمین شفیع المذنبین احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا۔
 کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنی قدر کاملہ سے حضور اکرمؐ کو شرف
 عطا فرمائے گا۔ اس کو حوض کا پانی دودھ سے زیادہ شیریں ٹھنڈا ہوگا۔
 شہد سے زیادہ مٹھا ہوگا۔ جو ایک باری لے گا اسے دوبارہ پانی پینے کی
 حاجت نہ ہوگی۔ نہ پیاس لگے گی۔ حضور رحمت عالم کے ساتھ امام
 حسن حسین علیہ السلام اہل بیت و صحابہ کرام و صالحین و مومنین بھی
 تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ تمام اولین و آخرین کے نوک پیاس بجھانے
 دوڑے چلے آئیں گے۔ جو لوگ صالح ہوں گے وہ شربت کو شرب پی میں گے
 اور ظالم شقی منافق و کافر محروم رہیں گے۔

اللَّهُمَّ اسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ یہ حوض کوثر مسٹر جو کج فہم بد عقلوں
 کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اصل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شرب معراج
 کی رات میں جنت کی نہر عطا کی گئی ہے۔ یہ عطا خاص احمد مختار صلی اللہ
 علیہ وسلم کو ہوئی۔ اس سے قبل کسی پیغمبر کو یہ عطا نہیں ہوئی۔ اور اس پر کسی
 کا حق نہ ہوگا۔ صرف آپ ہی اس کے خود مختار ہوں گے۔ آپ ہی کے طفیل
 سے لوگوں کو تقسیم ہوگا۔ جس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص
 اخلاص و محبت کا اظہار اپنے عمل اور عقیدے کے ساتھ کیا وہی اس پانی

کے پینے کا حقدار ہوگا۔ اور وہ شخص اس سعادت سے محروم رہے گا جو منافق ہو گیا یا کافر ہوگا۔ اور رب العزت کی بارگاہ سے بھی محروم رہے گا۔ نہیں ہوتا۔ اس لئے صدمہ ہوگا راہبوں نے تمام عمر ریاضت شاقہ کی تھی اور نہ انہیں فتوحات کے دروازے کھلے نہ معرفت الہی ملی۔ جب تک ایمان نہیں لائے وہ محروم رہے۔ جب ایمان لائے تو ان کو معرفت محمدی سے نوازہ گیا۔ اور پھر فرمایا ہم نے تجھے حوض کوثر عطا کیا یہ بتلا دینا۔ ان بد نصیبوں کو کہ جب کا ذکر سورۃ ماعون میں کیا گیا ہے۔ اور آپ اپنی خود مختاری کے ساتھ فیاضانہ طریقوں سے لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ جو آپ سے نفرت کرے بعض رکھے۔ کینہ رکھے دشمن کرے۔ وہ اصل میں اللہ جل شانہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا دنیا میں نہ کوئی نشان باقی رہتا ہے نہ کوئی اس کا نام اچھے ناموں سے یاد کرتا ہے نہ ان کی قبروں کا نشان باقی ہے مرے مردود نہ فاتح نہ درو۔ آخری صدی کے بارے میں جو کچھ حضور اکرم نے فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اس دور کے علماء سو کا دور درو ہے۔ علماء حق مشکل سے ملتے ہیں۔ اکثر علماء جو اپنے آپ کو عالم باعمل کہتے ہیں وہ گستاخ رسول بنے۔ اور کسی نے دعویٰ پیغمبری کا کیا۔ کسی نے اپنا ہم عصر انسان بتایا۔ انکی آخری عمر بے خراب اور لعنتی ہو گئیں۔

بلکہ شکلیں تبدیل ہو گئیں۔

اِنَّا شَآءْنِيكَ هُوَ لَا يَتَوَدُّهُ سِوَا عَلَمِ اِكْرَامِ حَضْرَةِ اَكْرَمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کے ساتھ وابستہ رہے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلے اور تبلیغ دین
میں زندگی ختم کی آج ان کے مزاروں پر مخلوق کا ہجوم رہتا ہے یہ زندہ
شال ہے اور ان کے مزاروں پر قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ جاری
ہے۔ اور درود سلام پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں نے دین
محمدی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا۔ (تفسیر حقانی)
انگوٹھا چومنا :-

امام ابو طالب مکی نے قدرت طلب میں تحریر کیا ہے کہ حضور
انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ
نے اذان دی جب نام محمد رسول اللہ کہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے
ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاتے۔ اور ساتھ فرمایا
قُرَّةَ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ الْحَدِيثِ تَفْسِيرُ رُوحِ الْبَيَانِ ص ۲۲۹ حضور
کریم نے فرمایا ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشد کی سنت کو لازم
پکڑو۔ موضوعات کبیرہ ۶۴ ملک اہل سنت کے لئے ضروری ہے۔

آداب رسالت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقَوُّوا لِزَوَارِعِنَا وَ قُولُوا إِنظُرْنَا وَ اسْمَعُوا

وَالْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- اے ایمان والو! رعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو حضور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم محترم آقا ہم پر نظر فرمائیں۔ اور پہلے ہی بہ غور سنو
اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے پاپ۔

یہودی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے
تھے شہادت سے ہجو کی طرح راعنا کہہ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اللہ
تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے لئے مسلمانوں کو اس قسم کی حرکات
سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ یہ حکم صادر کیا۔ جب تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے مخاطب ہو کر تو بہت ہی ادب، اخلاص، انکساری کے ساتھ شیریں
زبان میں پکارا کرو۔ اس طرح با ادب ہو کر عرض کرو۔ اے میرے پیارے
آقا میری طرف نظر فرمائیں۔ جب آپ کو قیام باتیں کریں تو اے غور سے
سنو اور اس پر عمل کرو۔ یہود و نصاریٰ جیسی حرکتوں سے اپنے
آپ کو بچاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول۔

اے ایمان والو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادبچی آواز
سے نہ بلاؤ۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادبچی آواز سے بات
کرنا بہت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

کچھ بعضکم بعض ان تحیط اعمالکم و انتہ لا تشعرون ۛ
(سورۃ حجرۃ، جیسا کہ تم لوگ آپس میں بیٹھ کر نہ رو رہا آوازوں میں
باتیں کرتے رہتے ہو اس طرح تمہاری ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب حدیث نبویؐ پڑھا کرو یا
سنو۔ بڑے باادب ہو کر پڑھا اور سنو۔ اور یہ سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سامنے موجود ہیں۔ لا تجلوا دعاء الرسول بینکم و دعا
بعضکم بعضا ۛ (سورۃ فرقان، ۶)

جیسا کہ تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارا کرو۔ بلکہ بڑے ادب اور شیریں زبان عاجزی
کے ساتھ پکارا کرو۔ کیونکہ یہی ادب و احترام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
مخصوص ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ حضور مکرم کو ان ناموں سے

آواز دو۔ یا نبی اللہ۔ یا رسول اللہ۔ یا حبیب اللہ
مسلمہ امین۔ محدثین۔ اولیاء کرام کی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے
اجازت طلب کرو۔ اور اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا چاہئے و مدارک
(سورۃ نور، فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من
عند اللہ صبرکۃ طینۃ ۛ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے السلام علیکم
کہو۔ اور آپس میں ملتے جلتے وقت السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اور جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو۔ یہ اچھی دعا اللہ کی طرف سے بتائی گئی
ہے تاکہ مسلمانوں پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

حضرت مولانا قاری علی رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء عینیں
لکھا ہے کہ خالی مکان مسلمان کے۔ یا مسجد میں حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ
اہل اسلام کا مکان یا مسجد میں سرکار کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح
مقدسہ جلوہ افروز ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید معہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روضۃ اقدس پر حاضر ہوا۔ مگر وہ اپنی خلافت
اور اقتدار کیوجہ سے زور زور سے باتیں کرنے کا عادی ہو چکا تھا
یہ حرکت روضۃ اقدس پر بھی اس سے سرزد ہوئی۔ حضرت امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ کی اس لاپرواہی پر سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ نے
تاکیداً غصہ کی حالت میں کہا۔ اے امیر المومنین اس وقت ہم لوگ دربار
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں یہاں پر ہزاروں فرشتے اور ملائکہ
جبرائیل علیہ السلام اور ادیاء اکرام درود و سلام کے لئے بادب
حاضری دیتے رہتے ہیں۔ یہاں پر معمولی سی بھی بے ادبی بڑی گستاخی میں
شمار ہو سکتی ہے اور یہ اللہ جل شانہ برداشت نہیں کریں گے۔ امام مالک

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے کہ آپ کے سامنے نہ اونچی آواز سے باتیں کرو اور نہ کوئی بے ادبی کرو۔ تاکہ اس گستاخی کی وجہ سے تمہارے نیک اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوَاتِ ابْنِ دَا
تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضٍ اِن تَحِيطُ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ه

جب یہ آیات خلیفہ ہارون الرشید نے سنی تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور خاموشی اختیار کی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب طبیعت ٹھیک ہوئی تو عاجزی سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دست بستہ ہو کر عرض کیا امام صاحب میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا روضہ اقدس طرف منہ کر کے دعا کروں۔ تو آپ نے برحسہ جواب میں فرمایا۔ کَيْفَ تُؤْتِي عَنْهُ وَهُوَ اَدْسَيْلَتَكَ وَسَيْلَةَ اَبْنِكَ

آدم۔ اے ہارون رشید بوقت دعا تو کس طرح حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہرہ کو پھیرے گا۔ کیونکہ حضور رحمت اللعالمین صرف تیرے لئے نہیں بلکہ بابا آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء اولیاء صالحین مومنین و مسلمین کے لئے بھی وسیلہ ہیں۔ اس لئے تو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفیع عالم بنایا ہے۔ امید ہے بارگاہِ ربانیت
 میں تیری دعا قبول ہو۔ اے ہارون الرشید کیا تم کو اللہ تعالیٰ کا
 فرمان یاد نہیں۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا نَفْسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَاجِدٌ وَاللَّهُ تَوَّابٌ أَلَمْ تَرَ
 اَلْأَنفُسَ الَّتِي أُفْلِسَتْ لِمَوْلَاكَ الْغَاثِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ وَالْغُلَاظِ
 اگر تم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرو! اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ
 تمہارے دربار میں حاضر ہو جائیں پھر مجھ سے توبہ کریں اور تمہاری
 شفاعت مغفرت کرائیں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔ پھر میں ان پر
 رحم و کرم فرماؤں گا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق خلیفہ ہارون
 نے روضہ اطہر کی طرف منہ کر کے عاجزی کے ساتھ بہت دیر تک بیٹھ کر
 کئی بار گاہ میں دعا مانگنا رہا۔ اور امام مالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی
 دعا فرمائی۔ (وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۷) حسن ادب اور ایمان و
 ایقان کی جان احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی گرامی سے محبت و عقیدت
 اور آپ کی تعلیم و توقیر ہے۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ کے
 الفاظ محبت و عقیدت رسول کو، عذاب الہی سے محفوظ رہنے
 کا ضامن اور ایمان کی روح قرار دے رہے ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں
 تعظیم توقیر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر عارفہ عبادت سے پہلے ہے

سورۃ فتح میں فرمایا ہے۔ ایمان والو تم اللہ سبحانہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور درود و سلام کے ساتھ تعظیم و تکریم کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پانچ صبح و شام بیان کیا کرو۔ اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ سب سے پہلے آمینت باللہ و ملائکتہ و رسولہ۔ ایمان لایا اللہ پر اور رسول کریم پر یہ حکم خداوندی ہے۔ جو قرآن نے فرمایا۔ ایمان اس پر مکمل ہوتا ہے جب تم لوگ اللہ رسول صلعم پر دنیاوی اور جان و مال آل و اولاد سے زیادہ عزیز بناؤ گے و درمناقتانہ رویہ ہوگا۔ اگر ایمان مکمل کرنا ہے تو صحابہ کرام و تبعہ تابعین کی زندگی اپناؤ۔ حضور اکرم سے اتنا عشق کرو کہ مسلمان سے مومن بن جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ تم میں وہ لوگ کبھی مومن مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک تم لوگ اپنی جان و مال و اولاد و عیال سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرو! اس لئے صحابہ کرام کی زندگی کو دیکھو کہ انہوں نے اپنے بھائی بہن، ماں باپ، اولاد قبائل اور مال و دولت کو حضور اکرم پر قربان کیا۔ حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کر دی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح معاونوں میں عشق صحابہ کرام علیہم اجمعین ہی کو تھا۔

بان خدا دیونہ باش با محمد ہوشیار باش

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

نحمدوہ و نصلى على رسولہ اکرم

فرشتوں پر بھی سیادت کا سکہ جاری ہے وقتِ عرش پہ اترتا ہے قیادت کا علم

روضۃ اطہر و پر نور پہ پڑھنے کو درود سلام

آسمانوں اترتے ہیں فرشتوں کے مجھ کو پیغم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور ہم نے اپنے نام کے ساتھ تمہارا

ذکر بلند کیا۔ اے عزیز! غور کرو شانِ محبوبِ اذن اللہ تعالیٰ

کے ساتھ بیچ وقت کی آذونوں میں ! اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے ذکر کیا۔ اور پھر نمازوں میں

جمعہ کلمہ طیبہ اور تحیات میں درود شریف پڑھایا۔ اور خطبہ عیدین و جمعہ

شام و سحر آپ کا ذکر جاری رکھا گیا۔ درود و اسلام علیکم کو فرض کیا اور

کلمہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزا ایمان بنایا۔ اور آپ کے ذکر کو اتنا بلند

کیا کہ فرشتے انسان، جنات عرش کرسی لوح و قلم سے لے کر تحتِ سرائض میں

شجر، جبر، چاند، ہر بند سب صبح و شام ذکرِ خیر کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

خود بھی ذکر محمدی کرتا ہے۔

جس وقت اللہ قیامت قائم کرے گا تو اس وقت **لِلّٰہِ وَاحِدٌ قَهَّارٌ** کہہ لے گا۔ اور جلال میں آکر خود ہی سوال کرے گا۔ کہاں گئیں تمہاری بادشاہتیں۔ کہاں گئیں تمہاری حکومتیں۔ کہاں گئی تمہاری دولت عظمت، اقتدار، اب تمہارا تکبر کیا ہوا ہے تمہارے محلات، سپاہ کیا ہوئے ہے عرض شان جلالی میں رہنے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

لَا تَقْضُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰهِ بَیْضَ کَیْسٍ گا و ما ارسلناک الا رحمت للعالمین۔ اس کے بعد شان جمالی ظاہر کرے گا۔ اور درود شریف پڑھے گا۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ مُحَمَّدٌ مُّجِیدٌ وَ بَارِکٌ وَّ سَلَامٌ**۔ یہ ذکر محبوبی فرمائے گا۔ اسی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے جمیع کائنات بنائی اول نور کو خوب دیکھا۔ اور عاشق ہو گیا۔ اور اس کے ظاہر کرنے لے نور محمد سے مادہ پیدا کیا۔ اول روح قلم کہ سی عرش آسمان زمین فرشتے ستارے چاند سورج ہوا آگ۔ پانی مٹی بنائے بعد شجر ہجر پیدا کئے اس کے بعد جنات و انسان پیدا کئے۔ یہ سب کہ شمع عالم عشق محمد سے کئے اپنے محبوب کے لئے دن رات پیدا کیا۔ اور ان کی آمد کی خبر دینے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ صحیفے اور کتابیں بھیجی جس میں اپنے

محبوب کے خصائص شامل درج کئے تھے۔ تاکہ اولاد آدم باخبر ہو
 جائیں۔ اور آپ کا ذکر اتنا بلند کیا قبر میں نہ کرے بھی ہر مرنے والے سے
 ذکر کریں گے۔ اور آپ کی تصویر تیار کر بھی پوچھیں گے یہ کون
 صاحب ہیں۔ اسی طرح روز محشر میں جبکہ تمام مخلوقات عالم اکھٹا
 ہوگی اس وقت بھی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم لواج کا جھنڈا
 لئے مقام محمود پر اللہ کے حکم سے جلوہ افروز ہوں گے۔ تمام انبیاء و کرام
 نام ملائیک و فرشتے۔ صالحین۔ مومنین۔ و عاشقین رسول صلعم
 اور شہداء کرام آپ کے پاس صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت
 اللہ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے حوض کوثر ظاہر کرے گا۔ اور
 شفاعت کے اعتبار کل احمد و مختار کو عطا کرے گا۔ اور فرما بیگا جبکی تم
 شفاعت کرو گے اس کو میں بخش دوں گا۔ بلکہ انعام و اکرام سے بھی
 نواز دوں گا۔ آپ پھر شفاعت کے لئے دعا فرمائیں گے۔ ملائکہ و صالحین
 مومنین۔ اصحاب کرام انبیاء۔ شہداء رضوان اللہ تعالیٰ آمین کہیں
 گیں۔ محبوبی دعا قبول ہوگی۔ بعد آپ کو ثمر تقسیم ہوگا۔ شہداء حبیب
 میٹھا اور برون جیسا ٹھنڈا اثر بہت ہوگا جس وقت لوگ پیسے
 محشر کی پیش کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی یہی شان محبوبی جلال کا
 عجب منظر ہوگا۔

یہ عظمت والی شان اور کل اختیار سید مرسل احمد مختار کو عطا ہوگی۔
اور کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا۔

ساری مخلوق بنائی گئی آپ کی خاطر
کون شے ہے جس پر نہیں میرے آقا کا کرم

دربار رسالت مآب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
بادشاہ - حاکم، نواب، امیر و عزیز - گدا و فقیر - قاضی و کیل کاشتکار
دستکار - حکیم ڈاکٹر، استاد سائنس دان - سپاہ، مولوی - ناہد
عابد - فلسفی صنعتکار - تجار - جنرل - صدر - غازی - شہداء
صالحین - مومنین - توحید پرست - آقا و غلام غرض کہ جس
انسان نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھا لا اِلا اللہ محمد رسول اللہ -
وہ سب لوگ اللہ کے حبیب کے خادم اور غلام ہیں - یہاں تک کہ جن
اور ملائکہ بھی -

بہ جانب حق خلق کے حاکم ہیں محمد

ہر شعبہ کونین کے ناظم ہیں محمد

ورفعنا لك ذكرك

دربار عالیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک دربار آپ کا مسجد نبوی میں لگا کرتا تھا۔ اللہ کی شان تھی آپ
بسے اُس دربار کی جہاں آپ کے جاں نثاروں غم گساروں کا ہر وقت
مجمع لگا رہتا۔ دور دور سے ایمان کے متلاشی فیض رسالت حاصل
کرتے آتے۔ اور اپنی جھولی ایمان اور ہدایت کی مرادوں سے بھر جاتے
کیا شان تھی آپ کے ان صحابہ کرام ابو بکرؓ - عمرؓ - عثمان غنیؓ - علیؓ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تشریف فرما ہوتے۔ اللہ کی رحمت کے فرشتے چاروں
طرف سے حلقہ کئے ہوتے ایسے میں کہیں سے مال غنیمت آتا آپ حکم فرماتے
اور تمام اساتذہ اسی وقت شہر کے غریبوں سکینوں اور یتیم و بیواؤں میں
تقسیم کر دیا جاتا۔ آپ اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ یہی حال آپ کے جاں نثاروں
کا تھا۔ شان بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ آپ پر ساری عمر ذکات موقوف رہی
ایک اور دربار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روز محشر میں ہو گا
جب تمام مخلوق کا حساب کتاب ہو جائے گا آپ مقام محمود پر
موجود ہوں گے ایک ایک کھمبہ پر ایک ایک دروازہ ہو گا اور ہر دروازے پر

ہوں گے۔ مگر کسی کی مجال نہیں کہ اللہ سے کوئی بھی اپنی امت کی شفاعت
 کر سکے یہ مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے صرف حضور انور کو ہی دیا ہے
 اسی دربار عالی شان میں اللہ کے حبیب محمد و شہنازؑ ہوں گے اس کے
 بعد آپؐ فوراً سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تمام امت
 مرحومہ کی شفاعت کے لئے دعا کریں گے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام
 کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ تو آپؐ دنیا میں بھی
 رحمت اور آخرت میں بھی رحمت ہی کا پیکر ہوں گے۔ آپؐ کی رحمت کا
 بھی یہی تقاضہ ہے کہ کوئی بھی امتی بخشش سے محروم نہ رہ سکے۔

جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اللہ کی رحمت بھی جوش میں آئے گی
 حکم ہو گا اے میرے حبیب مانگو کیا مانگتے ہو۔ آپؐ کی بس یہی تمنا
 ہو گی اے اللہ اس امت کو بخش دیجئے اور انشاء اللہ امت کے لئے
 بخشش کے دروازے فوراً کھول دیئے جائیں گے۔
 یہ ہو گی شان دربار رسالت مآب صلعم کی۔

اس کے بعد جب تمام مومن و مسلمان آہم علیہ السلام تا حضور اکرم صلعم
 جنت میں حسب مراتب داخل ہو جائیں گے۔ تو جو دربار رسالت
 وہاں لگے گا اس کے بارے میں کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے انسان کا قلم
 عاجز ہے۔ کہ اس دربار کی کیا شان ہو گی۔ جنت کے کس حصہ میں

یہ دربار لگے۔ بہر حال یہ بات ظاہر ہے۔ اور قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے حبیب کی رفاقت اختیار کی۔ اور آپ کی غلامی میں سب کچھ قربان کیا اور رہتی دنیا تک حضور علیہ السلام کے سچے عاشق با غل رہے اور آپ کے فیض عام سے سرشار ہو۔ ضرور بصورت آپ کے ساتھ ارگ و جنت الفردوس کے دربار میں ہوں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں!

اور ہمارا مسلم ایسے خوش نصیبوں کے نام کی فہرست مرتب کرنے سے قاصر ہے۔ بہر حال یہ بات ضرور کہی جاسکتی ہے کہ دنیا میں زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والا با ایمان اور بے عیش و رسول صلعم رکھنے والا انسان آپ کے فیض سے کبھی محروم نہیں رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور محمد رسول اللہ احمد مختار کائنات ہیں۔ آپ کے وجود اقدس کے توسل سے فیضان ہوتے ہیں کیونکہ آپ کا وجود اقدس جمیع عالم کا مرکز ہے۔ اور جمیع عالم سب آپ کے محتاج ہیں اور سارے جہاں کو آپ کی ذات اقدس کے توسل سے فیض ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے لیکن افاضیہ یکا توسل اور وسیلہ سے ہر کام احسن طریقہ سے انجام پاتے ہیں۔

اور شب و روز کافہ مخلوقات عالم و دیار رسالت مآب کے جمال سے
منور و منیر ہوتے ہیں۔ اور تقسیم انعام و اکرام سے فائز ہوتے ہیں۔
اسی لئے آپ کی ذات مقدس کو جان عالم رحمت و علمین کہا گیا۔
- تذکرہ مشائخ نقشبندی ص ۲۵۳ -

ظہور حق صلعم

ایک پادری کی نظر میں

معروف مورخ اسلام و مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ
علیہ الہدایہ والنہایہ میں حیات البقیہ کو ابد اقرار و شافع روز شمار
تحتہ الاہل بدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اول المخلق ہونے پر ایک ایمان افروز
تاریخی دستاویز پیش کی ہے۔ بصری کے سالانہ تجارتی منڈی کے میلے
کا واقعہ تحریر کیا ہے۔ حضور کا ظہور ہو گیا تو کچھ مدت کے بعد بصری
کے میلے میں جو مکمل اپنے عروج پر تھا۔ اور عالم دنیا کے تجارتی لوگ اپنا مال
لیکر فروخت کرنے بلے میں پہنچ گئے تھے۔ اور سب لوگ خرید و فروخت
میں مصروف تھے۔ اسی میلے میں ایک گرجا کا پادری جو باعمر بارعب دار
خوبصورت حسین پیشانی چکدار آنکھوں والا ایک جگہ بلند آواز سے
مخاطب ہو کر بول رہا تھا۔ اے لوگو تم میں کوئی اہل حرم مکہ بھی موجود
ہے اس آواز کو تمام میلے والوں نے سنی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ
رضی اللہ عنہ نے سن کر فدا دوڑتے ہوئے پادری کے فریب پہنچ کر پوچھا
اس اعلان کی وضاحت کرو۔ پادری صاحب نے فرمایا

آپ کا نام اور اور پستہ معلوم کیا اور پھر پانچم تحریمی ہو۔ آپ نے جواب دیا
 ہاں میں حرم مکہ کا رہنے والا ہوں۔ پھر پادری صاحب نے سوال کیا
 کہ اَوَّلُ المخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اپنے
 دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا اول المخلوق
 ہونے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ پادری صاحب نے وضاحت کرتے
 ہوئے کہا وہ مبداء کائنات اول الحق رحمت اللعالمین محمد ابن عبد اللہ
 ابن عبد المطلب ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں آنحضرتؐ بنی اور رسول
 شافع محشر بنایا ہے۔ یہ نہیں ان کی رسالت کے ظہور ہونے کا ہے
 حرمین شریفین ان کا مخرج اور مدینہ منورہ ان کی ہجرت ہوگی وہ تمام
 جہاں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ تاج ظلہ یلین سر پہ سجائے ہوئے
 منزل مدثر کا دو شالم اور رھے اور ابدنا الصراط کا عصا و شریعت
 ابدی کا روشن قرآن چراغ قاب قوسین اود فی اکی منزل ہیں
 کرتا ہوا قارن کی جوٹی سے یہ آفتاب نورانی ظاہر ہوگا۔ اس کی برکتوں سے
 حرمین شریفین میں بہ سال ایک عظیم الشان میلہ ہوگا جو تا قیامت حمد و ثنا
 سے لگا کرے گا۔ یہ ملک شاداب سبزہ نزار بن جلے گا اور مشرق و
 مغرب شمال و جنوب عاشقان دین محمدی کے حاضر ہوا کریں گے۔

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضور کا نور انکی پشت مبارک میں رکھا۔ وہ اتنا چمکدار تھا کہ پشت سینہ اور پیشانی سے اس کی روشنی بھی باہر نکلتی تھی۔ جیسے ایک چمکدار ستارہ روشنی دیتا ہے۔ جیسا کہ (زرقانی شریف میں لکھا ہے) کہ آدم علیہ السلام نے اپنے چھ فرشتوں کو کھڑے دیکھا تو خداوند تعالیٰ سے عرض کی کہ یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں۔ ندا آئی کہ تیرے پشت میں میرے محبوب پاک کا نور ہے۔ آپ نے پھر عرض کی کہ مجھ کو بھی اسکی زیارت کا ثمرت بخشا جائے۔ پھر آدم علیہ السلام کو اپنے انگوٹھے میں نذر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر نظر آیا۔ تو آپ نے انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگا کر پھر منہ سے چوما۔ اس نے متحجب ہے۔ جب بھی کوئی اسم محمد دیکھے یا سنتے۔ انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ تاکہ بابا آدم علیہ السلام کی سنت ادا ہو جائے۔

جیسے کہ حج کے وقت حضرت ابی بنی ماجرہ رضی اللہ عنہ کی سنت صفائے

میں دوڑ کر ادا کرتے ہو۔

نور محمدی آدم علیہ السلام سے منتقل ہوا۔ حضرت عبداللہ تک
ہنچا (نور ثانی شریف) لَمْ يَنْزِلِ اللَّهُ يَنْقُلْنِي مِنَ الْاَصْلَابِ
الطَّيْبَةِ وَالْاِدْحَامِ الطَّاهِرِ حَتَّى اَخْرَجَنِي =

اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک نسلوں سے منتقل کیا اور پاک رحموں سے
منتقل کیا ہے یہاں تک مجھے پتہ چلا ہے کہ جننے بھی باپ دادا آخر نسب
تک کوئی مشرک نہ تھے۔ جہاں قرآن کریم۔ اُب کا لفظ اذ پر بولا گیا ہے
یعنی ابراہیم علیہ السلام کے چچا پر۔ وہاں جان لینا چاہئے کہ لفظ اُب
عربی زبان میں مشرک کے معنی میں ہے۔ باب دادا پر بھی اور چچا پر بھی بولا
جاسکتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا
لَعَبْدُ الْهَاطِكِ وَالْهَ آيَا نِكَ اِبْرَاهِيمَ وَاسْمَحِيلَ وَاسْحَاقَ الْهَاطِرِ

احد اہ یہاں بھی اُب کا لفظ باپ چچا۔ دادا پر بولا گیا ہے حضرت
ابراہیم کے باپ تاریخ تھے جیسا کہ تفسیر صاوی وغیرہ میں ہے اس کے
پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی بنی کے باپ مشرک کا فر نہیں ہوتے تھے۔ نہ
کبھی انہوں نے توحید اسلام سے انکار کیا ہو۔ بعض لوگ مسلمان ہوتے ہوئے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد و والدہ ماجدہ کو معاذ اللہ کافر
کہتے ہوئے شرماتے نہیں۔ حالانکہ آپ کی پیدائش کے زمانہ میں کوئی بنی

بھی موجود نہیں تھا۔ اصحاب فیل کے وقت حضرت عبدالطلب
محافظ کعبہ تھے۔ جب صفاح کے پاس گئے تو اس نے بڑی عزت
کے ساتھ آپ کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور پوچھا کیا چاہتے ہو۔ آپ نے اس سے
فرمایا کہ میرے اونٹ جو تیرے لشکر میں بچے ہوئے ہیں مجھ کو دلاؤ
اس کو بہت تعجب ہوا۔ اور کہا تم کو اونٹوں کا نکرہ ہے۔ اور خانہ کعبہ
کی نکرہ نہیں۔

تو آپ نے اس کو جواب دیا۔ خانہ کعبہ کا مالک خدا ہے وہ اپنے
گھر کی خود حفاظت کر لے گا۔ کیونکہ ہر چیز پر اللہ قادر ہے۔

(قرآن) دَمَا كُنَّا مُعْزِبِينَ قَتِي بُعْثَ رَسُولًا هَمَّ اس وقت
تک کسی پر عذاب نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ اس قوم میں رسول نہ بھیج دیں
(فتویٰ شامی) وغیرہ میں دیکھو۔ کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے والد بنی کو زندہ فرمایا اور اپنا کلمہ شریف پڑھوایا تھا۔

جہاں تک آپ کی تاریخ ولادت باسعادت سے تعلق ہے متفقہ علیہ
رحمۃ اللہ کا یہی قول ہے۔ بارہ ربیع اولیٰ میر کا صبح صادق کا وقت
تھا۔ حضرت کے گھر میں عوروں کا ہجوم تھا مرحبا صلی اللہ علیہ وسلم کی
آمد کی خوشی خبری دیتی تھیں۔ حضرت صیفہ رضی اللہ عنہا جو حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی صاحبہ ہیں۔ فرماتی ہیں میں نے آپ کی

پیدائش پر عجیب چیزیں دیکھیں سب سے پہلے آپ نے ستر کو سجدہ
میں رکھا۔ بوقت پیدائش تمام گھر روشن منور ہو گیا۔ اور خوشبو حنا و
عنبری کی ہوائیں چلنے لگیں۔ رحمت کے فرشتے آئے۔ آپ کو پاک
مصفا حالت میں دیکھا۔ آپ ختنہ شدہ تھے۔ اور ناف بمدیدہ تھی۔

کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ابو لہب کی لوٹدی نے ابو جہل کو خوشخبری
دی کہ تمہارا بھتیجہ پیدا ہوا ہے مبارک ہو۔ اس نے اشارہ کر کے کہا میں نے
تجھے آزاد کیا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے خاندان والوں نے خواب میں دیکھا
کہ اس پر دردناک عذاب ہو رہا ہے۔ البتہ اس کو پیر کے دن عذاب نہیں
ہوتا۔ اور اس کی شہادت کی انگلی سے پانی بہتہ ہے جس وہ پانی سیر ہو کر
پی لیتا ہے۔ اے میرے عزیز بھائی مسلمانوں۔ اگر ایک مشرک ابو لہب کو
آپ کی پیدائش کی خوشیاں منائے تو اس کو اللہ تعالیٰ سب جائزہ آپ کی
خاطر پیر کے دن عذاب میں تحقیق کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان
صحیح عقیدہ محبت و خلوص سے آپ کے ذکر جمیل میلاد شریف یا جشن
محمدی منائیں تو اللہ تعالیٰ کون کونسی نعمتوں برکتوں اور رحمتوں نہ نوازے
میرا ایمان ہے سب کچھ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

حضرت اصحاب کرام جمعین رضی اللہ عنہ سے ثبوت موجود ہے کہ
میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ

علیہ مفتی حسین شریف تھے اپنی کتاب مستطاب النعمۃ الکبریٰ ص ۷
مطبوعہ ترکی - حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنه فرماتے ہیں -

مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَفِيقِي الْجَنَّةِ ۝
جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف بڑھایا یا ایک درہم
بھی خرچ کیا وہ جنت فردوس میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَحْيَا الْإِسْلَامَ ۝
جس نے نبی محترم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے
دوبارہ اسلام کو زندہ کیا۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے میں اس بات
سے محبت کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو تو
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھوانے کے لئے صرف کروں گا۔
سید المشائخ مولینا ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
جو شخص بھی میلاد النبی میں شامل ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کرے تحقیق
وہ ایماندار ہوگا۔

حضرت معروف کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے میلاد النبی

پڑھوانے کے لئے انتظام کیا اور کھانا پکوا کر تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع
کیا اور خوب روشنی و سجاوٹ کیا اور خود نیا لباس پہنا اور خوشبو وغیرہ
لگایا میلاد النبی کا ذکر باادب و تعظیم و تکریم کیا تو اللہ رب العزت روز
قیامت انبیاء کے ساتھ حشر میں رکھیں گا اور اعلیٰ علین۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے محفل میلاد
کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا بھی کھلایا تو اللہ سبحانہ، اسکو روز
قیامت میں صدیقیوں بشہیدوں، صالحین و مومنین کے ساتھ
اٹھایا جائیگا۔ اور اس کو جنت نعیمہ میں جگہ دے گا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جس کسی نے کھانا
پکا کر میلاد النبی کما کر لوگوں میں تقسیم کیا اللہ تعالیٰ سبحانہ اپنے
محبوب پاک کی خاطر اس گھر میں برکتیں نزول فرماتا ہے۔ اور دعائیں
قبول ہوتی ہیں۔ نبی کریم کا ذکر جمیل ہی کا معجزہ ہے۔

حضرت غوث ثقلین کریم الطوفین غوث الرحمتی سیدنا ابو محمد
شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہر سال جشن میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہر سال ربیع الثانی گیارہویں کو منایا کرتے تھے میلاد النبی فاتحہ
درود سلام پڑھ کر ایصال ثواب بخشتے کھانا تقسیم کرتے تھے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر یا مسجد و

محلہ میں میلاد النبیؐ پڑھا جائیگا اس جگہ پر رحمت کے فرشتے
 آکر سایہ کرتے ہیں اور لوگوں کی دعا قبولیت کے لئے سفارش
 کرتے ہیں۔ جو بھی مسلمان اپنے گھر پر میلاد النبیؐ پڑھوائے گا
 اللہ جل شانہ اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ نہ کوئی آفات، بلایات
 امراض، مشکلات آئے گی اور جب مرجائے گا تو منکر نکیر کے جوابات آسان
 ہو جائیں گے (بشرطیکہ میلاد رزق حلال کی کمائی سے کرائے جائیں!)
 اور صاحب ذکر اور صاحب خانہ نیک اعمال اور بیچگانہ نماز کے
 پابند ہوں) حضرت امام ربانی غوث المشائخ شیخ احمد مجدد
 الف ثانی قیوم ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ذکر جمیل حیات النبیؐ اور قرآن پاک کی تلاوت و قصائد
 نعت منقبت درود سلام پڑھنا ثواب دارین حاصل ہوتا ہے۔
 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر
 کیا ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے
 دیکھا کہ ایک بارگی انوار رحمت ظاہر ہوتے ہیں نہیں کہہ سکتا کہ ان
 آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یا دل کی آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے۔
 کہ روحانیت سے خدا جانے کیا امر رب تھا کہ بہت سے فرشتے
 صف بستہ ہو کر ہزاروں کی تعداد میں محفل میلاد میں شامل ہوئے

اور ہمارے ساتھ درود و سلام پڑھتے تھے یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ رحمت کا فیض عام تھا۔

(فیوض البحرین ص ۲۷ مطبوعہ دیوبند)

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی -

آپ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد شریف اور فاتحہ خوانی اور درود و سلام کیا کرتے تھے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو کھانا پکا کر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر کھانا تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ نے مجبوری میں صرف بھونے ہوئے چنے لیکر محفل میلاد میں تقسیم کیا۔ اسی شب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکارِ دو عالم بیٹھے چنے تناول فرما رہے ہیں۔ دیکھو محبت اللہ والوں کی اور ان سے سیکھو عمل کا طریقہ۔

(دعوتِ عبدیت ص ۹ حصہ چہارم)

مگر جو چشمہ تمنا حسن زیبا ہے رسولؐ
بارگاہِ عاشقانِ نقش کفِ پیارِ رسولؐ
نفسِ تعظیمِ محمدؐ سے قلم لے کر درود

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
 ہمارے علماء و محفل میلاد النبیؐ کے لئے کتنا تنار خیر پیدا کرتے ہیں۔
 جبکہ علماء و حق جواز کی طرف گئے ہیں۔ اور جواز موجود ہیں۔ پھر ایسا
 تشدد کا فتنہ کھڑا کرنے کی ہرکتیں کیوں کرتے ہیں۔ ہمارے لئے انکی
 اتباع خیر میں کافی ہے۔ (امداد شفاق ص ۵۵)

مولانا امرتسری مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اہلحدیث نے اپنے اخبار
 اہل حدیث امرتسری میں لکھا ہوا ہے

مذہب حنفیہ حق اہل سنت جماعت کا ایک اور معجزہ کی سرخی
 اور وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کا ایک حصّہ
 لکھ کر ایک شیعہ کا نائب ہونا مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت اختیار
 کرنے کے واقعہ کی تفصیل اس طرح تحریر کی ہے کہ نائب شیعہ حضرت
 شیخ نے اپنا اطمینان کافی کرنے کے بعد نہایت خشوع و خلوص سے
 مذہب حنفیہ حق اہل سنت جماعت کو قبول فرما کر اور اپنے گناہوں و معاصی
 ماضیہ سے توبہ کر کے اس نے اپنے کاشانہ میں محفل نذرانی میلاد النبیؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کرایا۔ اور خود بھی ذکر جمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا اور
 بڑی مسرت اور خوشی کے لہجہ میں اصحاب اکرام جمعین تعظیم و تکریم بیان کی

ہوئے اور شیخ موصوف کو شاباش دی۔ اور سامعین محفل کو داخل حرمت
سے نوازہ اور بعد میں تبرک شیرینی تقسیم ہوئی

(راقم خریدار اہل حدیث اخبار۔ امرتسر ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء)
نواب محمد علی کے حکم سے جو کتاب مخزن احمدی لکھی گئی ہے۔

اس میں وہابیوں کے سردار سید احمد بریلوی کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے
کہ محفل میلاد انبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا ہے۔ اور اسی میں ذکر
جمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود سید احمد نے کیا۔ اور اسی محفل میلاد میں
نعت خوانی قصیدہ منقبت شریف پڑھے گئے۔ بعد میں شیرینی تقسیم
کی گئی تھی۔ (مخزن احمدی فارسی ص ۸۵ مطبوعہ آگرہ)

وسیلہ

حضرت آدم علیہ السلام نے جیب اپنی مغفرت کے لئے
دعا کی ہے تو اس طرح کی۔ یَا رَبِّ مُحَمَّدًا غَفَرْتَ لِي۔

(طبرانی ۱۲۰۱۲ ج ۱ موہب لدینا)

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ اِن تَنْصُرْنِيْ عَلٰی سَمْعِ بْنِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رسالۃ السنین فی السورۃ علی المتبیین ابن ابی عمیر مطبوعہ مصر)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیزہ

کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے یہودی کفار عرب بنی اسد عذری کے ساتھ

مقابلہ کرتے اور جنگ میں شکست کھا جاتے تو اپنے علماء کے پاس جا کر فتح

و نصرت کے لئے دعا سیکھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّكَ لَسَمْعُكَ بِحَقِّ اَحْمَدُ ابْنِ اِلَہْمِ الَّذِی وَعَدَ

تَنَا اَنْ تَخْرِجَہَا لَنَا فِیْ اَحْسَرِ زَمَانٍ وَ کَتَبْتَ بِكَ الَّذِی تُنَزِّلُ عَلَیْہِ

أَخَذَ مَا يُنَزَّلُ أَنْ تَنْصُرَنَا عَلَى أَعْدَانَا =

حدیث شریف میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے اہللوں کے بارے میں فرمایا۔ وَبِهِمْ يُرْزَقُونَ وَبِهِمْ يَنْصُرُونَ وَبِهِمْ يَسْتَغِيثُونَ عَلَى الْمُتْرَامِ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے رزق

دیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بارش کرتا ہے۔ اور انہیں اہللوں کے وسیلوں سے جنگوں میں فتح و نصرت عطا کرتا ہے۔ (طبرانی شریف)

قرآن شریف - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ

الْوَسِيلَةَ وَبَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۱۷۷)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو اور اس کی راہ جہاد

کرو تاکہ اچھا نتیجہ ملے۔ اسی آیات سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وآلہ و اصحابہ اجمعین امانین تابعین و صالحین مومنین علماء ہر مکان دین

بھی ایک وسیلہ ہیں۔ تفسیر مستند مفسرین محدثین علیہم رحمۃ اللہ علیہ

مستند حوالاجات سے لکھ رہا ہوں۔ جس میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

سفارش کر کے دعا کرنا بالکل جائز ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا ہے کہ اے طرح و عا کو۔

اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا دَاخِلَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(تفسیر کبیرہ ص ۲۸ مطبوعہ مصر)

حضرت علامہ شیرجی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے صالح عالم
 اور باعمل ولی اللہ تھے انہوں نے فرمایا ہے جب بھی کوئی مشکلات
 یا حاجات ہوئے تو چار رکعت نیت نماز حاجات کے اللہ اکبر پڑھے
 اول رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد دس بار سورۃ قل ہو اللہ پڑھے
 دوسری رکعت میں بیس بار قل ہو اللہ شریف پڑھے تیسری رکعت
 میں تیس بار قل ہو اللہ شریف پڑھے چوتھی رکعت میں چالیس بار
 پڑھے کہ نماز ختم کرے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے
 درمیان میں دعا پڑھے خلوص عقیدہ یقین سے ایک سو گیارہ
 بار پڑھے۔ اس طرح چند ہفتے کرے ضرور بصورت حاجت پوری
 ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يٰ مُرْكُ وَجَلَالِكَ وَجَبَالِكَ وَجَبْحِي
 هَذَا اِلَّا سَمَاعًا اَعْظَمُ وَجَبْحِي بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدًا رَّسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَامٌ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِي وَتَبْلَغْنِي سُوْلِي۔ دعا مستجاب ہے
 اور آئندہ رہے۔

طلب امداد کی ندا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے جب مسلمان لشکر
مسلمہ کذاب سے جنگ کرنے گیا تو وہاں صحابہ کرام نے میدان جنگ میں پاؤں
بلند یہ نعرہ لگایا۔ "یا محمد رسول اللہ" البدایۃ والنہایۃ ص ۲۲ ج ۲
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب لشکر اسلام جنگ میں
یہی نعرے لگاتے تھے یا محمدؐ - یا منصورؓ - اُقْتُكْ اُقْتُكْ -
معنی - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت کی خبر لو اور مدد کرو۔

فتوح شام للواقعی ص ۷ ج ۱
جنگ میں صحابہ ایک رات سخت مشکل میں پھنس گئے
تھے تو انہوں نے یہ نعرہ بلند کیا - سَاَنَ شَعَارُ الْمُسْلِمِينَ تِلْكَ
اَللّٰكُ يٰنَادُوْنَ يٰمُحَمَّدَ يٰمُحَمَّدَ يٰاَنْصُرُ اللّٰهَ نُنْزِلُ قَتْرَحَ شَامَ ص ۲ ج ۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت قحط سالی پڑ گئی تو ایک صحابی رضی
لہ عنہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر بارش کے لئے اس طرح
دعا کی - اِسْتَسْقِ بِاَمْتِكَ يَا سُوْلَ اللّٰهِ - ترجمہ - آپ اپنی امت
کے لئے بارش کی دعا کرو۔ (حجۃ اللہ ص ۳ ج ۱)

حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کو خواب میں بتایا گیا کہ جب کوئی مشکل ہو تو یہ پڑھا کرو۔ اَنَا مُسْتَجِيرٌ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (حجۃ اللہ ۱۵۵ھ)
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

أَمَنْتُ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كَوْمٍ فَإِنَّكَ الْمُرْتَجُوهُ وَتَنْتَظِرُ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حجۃ اللہ ۱۵۵ھ ج ۲

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْظِرْ حَالَنَا يَا هَدِيبُ اللَّهِ إِنْ سَأَلْنَا

حضرت شیخ عبد القادر البغدادی الصدیقی نے مصیبت کے لئے یہ درود سلام پڑھا ہے۔ اس سے تکلیفیں اور مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

الصَّلَاةُ وَأَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي مُوَلَّيْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قُلْتُ حَيْلَتِي أَدْرِكُنِي۔

حضرت راجز رضی اللہ عنہ نے اس طرح سے دعا کی ہے۔

نَاظِرُ رَسُولَ اللَّهِ لِنَظَرِ أَعْيُنِهِ وَأَدْعِي عِبَادَ اللَّهِ يَا تَمُودَ دَا۔

الاستيعاب لابن عبد البر ۴۲ ج ۲

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح سے نذاکہ ہے۔

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ بِحُبَّتِكَ قَاصِدُ ارْجُو رِضَاكَ وَارْحَمِي بِجَمَاهِدِكَ

(قصیدہ نعمانہ ص ۱۵)

تصور صحابہ

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ فرماتے ہیں :-

كَانِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَى الْمَذْبُوحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ
سَوْدَاءٌ وَقَدْ أَذْنِي طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ (مسلم شریف صفحہ ۱۷)
جھکواپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ایسا قائم ہو گیا
تھا کہ ہر وقت نبی کریم کو منبر پر پر شریف فرما نظر آتے ہیں۔ اور اپنے سر پر
سیاہ عمامہ باندھا ہوا ہے۔ عمامہ مبارک کے ایک سرہا بائیں جانب اور دوسرا
سرہا دائیں جانب لٹکتے نظر آتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- وَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى
سَوَاكِهَ تَحْتَ شَفْتَيْهِ - میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح
دیکھتا ہوں کہ آپ نے اپنے لبوں مبارک میں مسواک لئے بیٹھے ہیں
حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا محبت و عشق کا تصور یہ تھا
اگر صحابہ وضو کرتے تو حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو لے کر اس طرح
کرتے تھے۔ پہلے ہاتھ دھوئے اور ناک صاف کر کے پانی ڈالا۔ منہ کو
اس طرح دھویا اور جواپ پڑھتے تھے وہ پڑھا۔ اس طرح تمام وضو کے ارکان
پورے کرتے تھے۔ اب نماز کی نیت میں تصور صفت بندی و تکبیر میری

قیام میں۔ قرآن شریف کی آیتیں پڑھیں۔ رکوع میں سبحان رب
 اعظیم پڑھا قعود میں سمیع اللہ الحمد پڑھا۔ سجود میں سبحان رب
 العالی پڑھا۔ اتحیات پڑھی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھ کر سلام
 پھیرا۔ ابتداء سے لے کر آخر نماز تک تصور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ادا کرتے تھے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ نفس شیطانی و وسوسوں
 سے بچ جاتے تھے۔ جیسے کہ ہم لوگ خاص کہ نمازوں میں خیال دنیا
 میں کھو جاتے ہیں۔ کبھی دولت کا خیال۔ کبھی عورت کا خیال۔ کبھی
 کاروبار کا خیال۔ کبھی جائیداد و مقدمہ بازی کا خیال غرض کہ ہماری
 نمازیں خیالوں کے سندر میں بہہ رہی ہوتی ہے۔ صَلَّوْا کَمَا زِیْتُمُوْنِی
 اَصْلٰی۔ یا سکل صحیح نمازیں صحابہ کرام، صالحین مومنین اولیاء کرام اور
 علماء حق کی ہیں۔

نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضوری کا تصور کر کے رابطہ پیدا کیجئے۔ تاکہ
 اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قُرب اللہ حضور انور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا فیض غلامی حاصل ہو سکے اور ہمارے زنگ آلودہ قلب مُصفا ہو جائیں
 مسلک النخاع شرح بلوغ الاحرام ص ۲۴۲

جس وقت اتحیات میں بیٹھے ہوئے یہاں پہنچ جائے یعنی اسلام علیکم
 اَبَّھَا البُنَّی ورحمۃ اللہ پڑھ کر تصور امام انبیاء سرور کائنات محمد رسول اللہ کو با مشافہ

عرض کرے۔ بزرگان دین علماء و حق صالحین و محدثین علیہم رحمۃ اللہ علیہ
 کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں شہرہ پڑھتے وقت تصور اپنے آقا کا ہونا چاہئے
 حضرت امام عبد الوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں
 نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ شارع علیہ السلام
 نے نماز کو تشہد میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کرنے
 کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں غفلت کے
 ساتھ کھڑے ہوتے یا بیٹھتے ہیں۔ انہیں لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ اس طرح نماز
 پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر تصور میں نماز پڑھیں گے ایک تو
 نغافی خیالوں سے بچیں گے۔ دوسرے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 حاضری ہوگی۔ اور ان لوگوں کو باقاعدہ دیکھیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی
 ذات سے حضور اکرم جدا نہیں رہتے ہیں۔

فَتَحَا طَبَوْتَهُ بِاسْلَامٍ مَشَافَهَةٍ۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
 بالمشافہ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ کیا کریں۔

میران الکریمی ص ۱۶۷ مطبوعہ مصر

اہل حدیث و ہابی کے سردار نقاب صدیق حسن بھوپالی صاحب
 نے تحریر کیا ہے۔ کہ حضور احمد مختار کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم
 صالحین اور عابدین و زاہدین عالم حق اور مسلمانوں کے سامنے ہر وقت

موجود رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سینہ میں ایک مقام قلب یعنی دل
 اپنے قیام کی جگہ رکھی ہے۔ اس طرح اپنے پیارے محبوب کے لئے اخفی
 مقام رکھا ہے۔ جن کو نظر مل جاتی ہے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ان کو
 تمام حالات روحانیات خصوصاً عبادت الہائے کے نورانی ظہور منکشف
 زیادہ قوی کی توجہ نظر سے ہوتے ہیں۔ بعض عارفوں نے فرمایا کہ دنیا میں
 احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے سورج کی کرنیں تمام
 عالم کو روشن منور کرتی ہیں اور ہر اس آنکھ والے کو سورج نظر آتا ہے جسکی
 آنکھیں صیغ صالم ہوں۔ ورنہ اندھا سورج کو نہیں دیکھ سکتا۔
 اسی طرح حضور اقدس دایا کرام و فرشتے کو بھی نہیں دیکھ سکتا
 ہے۔ جہاں کے قلب مصفا منور ہوتے ہیں وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے
 ہیں۔ حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار تجلیات تمام
 عالم پر چھاتی رہتی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی
 پاک محفلوں میں مسلمانوں کے گھروں میں مسجدوں میں موجود ہوتے
 ہیں۔ کیونکہ آفتاب کی روشنی سے چاند روشن ہوتا ہے اسی طرح رسالت
 کاندہ رضیض ولایت کو پہنچتا ہے۔

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

صحابہ کرام اجمعین رضی اللہ عنہم

عروہ بن مسعود قریش ثقیفی کو جو طائف کے بڑے معزز نہ
 سردار اور مالدار تھے۔ تحقیق حال کے لئے طائف کے لوگوں نے بھیجا
 تو انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں یعنی صحابہ کو دیکھا
 کہ اگر حضور اکرم وضو فرماتے تو صحابہ دوڑ کر وضو کے پانی کو اپنے ہاتھوں
 میں لے کر منہ اور بدن پر مل لیتے اور بہت بادب ہو کر کھڑے رہتے تھے
 یاد و زانوں ہو کر نیچی نگاہیں کئے سر جھکائے بہت ہی خاموشی سے بیٹھے
 رہتے تھے۔ جب بھی کوئی قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے بہت غور سے
 سنتے۔ اگر کوئی سوال عرض کرتا تو بہت عجز سے کرتا۔ ہر صحابی کی یہ آرزو
 ہوتی کہ مجھ پر حضور حکم صادر کریں۔ ہر صحابی کی یہ خواہش ہوتی کہ جان دل

حضور کے حکم پر نثار کر دوں۔ عروہ نے واپس ہو کر قبائل قریش کو
حضور کے جانثاروں کی کیفیت بتائی اور کہا میں شاہان فارس
دقیصر و کسر اور روم۔ مصر کے درباروں میں گیا ہوں میں نے کسی
بادشاہ کی اتنی چاہت، تعظیم و عظمت نہیں دیکھی ہے۔ جیسی کہ دربار
رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار سپاہی صحابہ اکرام ان
کی تعظیم و عظمت کرتے ہیں۔

قرآن :- وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ نَّبِيِّينَ وَصِدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عِلْمًا ۚ
پنج ترجمہ :- جو لوگ اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔
تو وہ ان کے زمرہ میں ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے کرم کئے وہی صدیقین
شہداء، صالحین مومن انبیاء علیہ السلام کے رفیق ہوں گے۔ یہ کتنا
اچھا فضل عظیم۔ اور کار ساز جاننا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ
لَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ :- تم اگر اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو تم پر میری محبت
تعبیداری ضرور کا ہے۔ تاکہ اللہ تم کو بھی دوست رکھے۔ اور تمہیں

بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر میں ہے کہ اے نبی صلعم فرمادیں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے ساتھ محبت عشق ضروری ہے۔ جب تک میرے ساتھ محبت نہ کر دو گے اس وقت تک اللہ کو نہیں پہچان سکو گے۔ اور نہ ہی ایمان مکمل ہو گا۔ ہمارا ہی عشق محبت تم کو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ مہربان رحم کرنے والا ہے۔

احمد کے مشہور معرکہ میں جب قریش کے تیغ زونے آپ پر یورش کی اور مسلمانوں کی صفیں درہم بہہ رہیں تو آپ نے آواز دی کہ کون مجھ پر جان نثار کرے گا۔ اور آواز سن کر دفعاً سات انصاری نکل آئے۔ اور ایک ایک نے جان نثاری سے لڑ کر جان قربان کر دی۔

ایک انصاری خاتون کے باپ، بھائی، اور شوہر سہریتین جان نثاروں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ باری باری تینوں حادثوں کی خبر اس انصاری خاتون کے کانوں میں پڑی۔ اور وہ بہر بار یہ پوچھتی رہی کہ میرے جان عالم پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا آپ خیریت سے ہیں۔ پھر اس عورت نے حضور کریم کے پاس آکر چہرہ مبارک دیکھا اور بے اختیار رو کر پکار اٹھی۔ کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ معنی۔ تیرے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں بھیج دیں۔ میں بھی۔ یا رب

شوہر بھی برا در بھی ندا - اسے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا پھر ہیں ہم -
 یہ محبت یہ عشق یہ جان نثاری صحابہ عورت میں تھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
 پہلے شوہر سے فرزند ہالہ رضی اللہ عنہا تلواروں سے قید کئے گئے - سیمہ رضی اللہ عنہا حضرت
 عمار رضی اللہ عنہ کی دالہ ابو جہل کی بر چھی کھا کر شہید ہوئیں - حضرت یاسر رضی اللہ عنہ
 کافروں کے ہاتھوں سے اذیت اٹھاتے ہوئے شہید ہوئے -
 حضرت خلیفہ سولی پر چڑھائے گئے - حضرت زید رضی اللہ عنہ تلواروں
 کے دھار پر گردن دکھی - حرم بن لمحان رضی اللہ عنہ اور ان کے انہتر ساتھیوں نے
 بیر معونہ پر عصیہ درعل اور ذکوان قبائل کے ہاتھوں بے کسی کے ساتھ
 جام شہادت پیا - واقعہ جمیع میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے سات
 ساتھیوں کے بدن لہو لہان کئے گئے - اور تنویر اندازوں کے تیروں
 سے چھلنی ہو کر شہید ہوئے - شہیدیں ابن ابی اسود جعدی کے ۴۹
 جاں نثار قبیلہ بنو سلیم کے ہاتھوں شہید ہوئے - حضرت کعب بن
 غفاری رضی اللہ عنہ مع اپنے جاں نثاروں کے ذات اطلاق کے میدان
 میں شہید ہوئے - تلوار کی جھنکار ہو کر بر چھی کی افی - یاسر کی
 لکڑی - گرم ریت یا آگ کے شعلے - گلوں میں رسیاں ڈالی گئیں
 سینہ پر پتھر کے سل رکھے گئے - یہ سب کفار مکہ و عرب نے کیا -
 مگر عشق محمد کا نشر ایسا تھا جو ختم نہ ہوا - یہ نشر ساقی کوثر کے نگاہ

لطف و کرم اخلاق کے میخانے کا نقشہ تھا جو سر چڑھ کر بولتا تھا۔
تیرے بغیر ساقیا لذت مٹے کشتی نہیں

ایمان۔ عبادت۔ معاملات۔ دین علم۔ عمل۔ اخلاق
غرض کہ دین و دنیا کے تمام معاملات حضور علیہ السلام کے عاشقان
با و نا کے رگ رگ میں اس طرح پیوست ہو چکے تھے کہ ان کے دل کی
دھڑکنیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبض مبارک کے ساتھ ساتھ
دھڑکتی تھیں۔ اور یہی عشق کے کال کی آخری منزل ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے اتنا عشق محبت تھی کہ ایک گھڑی بھی آپ کا جدائی برداشت
نہیں کر سکتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ کو حضور کا دیدار نہ ہو سکا
تو بہت ہی رنجیدہ حالت میں حاضر خدمت ہوئے آپ کا چہرہ مبارک
مثل ہلدی زرد ہو گیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کا چہرہ
دیکھ کر فرمایا۔ ثوبان تم کو کیا ہو گیا ہے؟

عرض کیا مجھ کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ البتہ جب تک آپ
کو نہ دیکھوں اس وقت تک میرا یہی حال ہوتا ہے۔ بلکہ مجھ پر
دو انگلی اور وحشت طاری رہتی ہے۔ محشر کے دن کا خیال آجائے
تو اور بھی زیادہ افسردگی ہوتی ہے۔ کہ آپ حضور اکرم اس وقت مقام

محمود پر کھڑے ہوں گے۔ وہاں پر انبیاء صحابہ، شہداء، صالحین
مومنین اور بہت سی مخلوقات کا ہجوم ہو گا تو میں کس طرح حضورؐ
آپ کو دیکھوں گا۔ اور کس طرح رسانی ہوگی۔

آپ حضور اکرمؐ نے قرآنی آیات پڑھی جس کے معنی یہ ہیں۔
”جو لوگ اللہ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم
سے عشق و محبت کرتے ہیں قیامت میں بھی رسول اکرمؐ
کے ساتھ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
انعام سے نوازے گا۔“

أَحِبَّ إِلَيْكَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ

ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ عقیدتِ محبت عشق
رسول اللہ کو عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا ضامن اور ایمان کی بھی
روح ہے۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور اکرمؐ سے
عرض کیا کہ قیامت کب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے
قیامت کے لئے کیا تباہی کی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں
نے نہ زیادہ نمازیں پڑھیں۔ نہ ہی صدقہ خیرات نہ زیادہ کئے۔ البتہ اتنا
ضرور ہے مجھ کو اللہ تبارک تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

بے حد محبت اور عشق ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جس سے تمہاری محبت ہوگی اسی کے ساتھ حشر میں بھی ہوگے۔

صحیح بخاری شریف میں مَن نَفَسَہُ کے الفاظ بھی ہیں۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن دہی ہے۔ جو اپنی جان و مال۔ اولاد بیوی، بھائی بہن ماں باپ سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عشق کرے۔

ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں کہ حضورؐ سے خالی زبانی عشق کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ حقیقی عاشق رسولؐ سے دنیا میں کبھی ایسا عمل سرزد نہیں ہوگا جس سے اس کے دعویٰ کی نفی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آج کے مسلمانوں کو بھی وہی عشق عطا کرے جس کا مظاہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل صالح میں پوشیدہ تھا۔
کی محمدؐ سے وفاتوں نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں اقبالؔ

تمت بالخییر

وما علینا انا لبلاغ

تذکرہ عقیدت

بد رگاہ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

— نقیر سید بھائی جان دیوانہ —

کیا گزرے گی کیہ بیتے گی، جل جانے کا عالم کیا ہوگا
 رم جسم الٰہی حرم میں، پروانے کا عالم کیا ہوگا
 کس طرح شیدائے مدینہ کو فرشتے سلامی دعوتے ہیں
 ساقی کو شر کے مینخانہ کا آج پیانے کا عالم کیا ہوگا
 سینے میں مقید رکھوں گا کس طرح بیتاب دل کو
 پلکوں میں چھلکتے اشکوں کو ٹھہرانے کا عالم کیا ہوگا
 جب گنبد خضر کی ہوائیں تن من میں سما ہی جائے گی
 رحمتوں کی گھٹاؤں سے برسنے کا عالم کیا ہوگا
 شفیق مونس جان عالم شکستہ دل پر نگاہ ترحم
 تب صلی علی کے نغمے کو دوہرانے کا عالم کیا ہوگا
 چو کھٹ کو تیرے چوم کے آما سلامی کرنے غلام آیا
 تصور میں ہوں گے سرکار دیوانہ کا عالم کیا ہوگا

نہیں نہیں نہیں نہیں